نمبر ۱۵ | مورخہ ۱۴ ؍ اگست ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۱۷ ؍ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق شملہ سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں بفضل خدا خیر و عافیت ہے۔

طلباء جامعہ احمدیہ کا ایک تبلیغی وفد یکم اگست میدان تبلیغ میں بھیجا گیا۔

مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری اور مولوی محمد سلیم صاحب موضع میانی ناوں ضلع گورداسپور ایک مناظرہ کے لئے اور ڈیرہ بابا نانک میں ایک تبلیغی جلسہ میں لیکچر دینے کے لئے روانہ ہوئے۔

۱۴ اگست تمام ہندوستان میں یوم کشمیر منایا جائے

اور مسلمانانِ ریاست کشمیر پر جبر و استبداد کے خلاف متحدہ آواز بلند کی جائے

آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء تمام ہندوستان میں یوم کشمیر منایا جائے۔ اس دن ہر جگہ۔ ہر خیال اور ہر فرقہ کے مسلمان متحدہ طور پر شاندار جلوس نکال کر اور عظیم الشان جلسے منعقد کر کے ایک طرف تو ان مظالم سے تمام مسلمانوں کو مطلع کریں جو کشمیر کے بے بس مسلمانوں پر حکومت کی طرف سے توڑے جا رہے ہیں۔ اور دوسری طرف اپنے مظلوم اور ستم رسیدہ بھائیوں کی امداد کے لئے عملی قدم اٹھائیں۔ یعنی ان بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری اور پرورش کے لئے جن کے کمانے والے یا تو موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں۔ یا زخموں سے نڈھال ہو کر دکھ اور تکلیف کے دن گزار رہے ہیں نیز زخمیوں کی تیمار داری کے لئے اور ان گرفتاران بلا کی خلاصی کے لئے اور بالآخر مسلمانانِ کشمیر کو اُن کے حقوق دلانے کے لئے جن اخراجات کی ضرورت ہے۔ وہ فراہم کئے جائیں۔ اور حسب توفیق ہر مسلمان اس میں حصہ لے۔ اس قسم کی تمام رقوم مسلم بنک آف انڈیا لمیٹڈ لاہور میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام پر بھجوائی جائیں۔ ہر مقام کے احمدی احباب کو چاہیئے۔ کہ اس جلسہ کو کامیاب بنانے اور مسلمانوں پر اس کی اہمیت واضح کرنے کی ابھی سے کوشش شروع کر دیں (ناظر امور عامہ قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا پتہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا پتہ خط وکتابت کے لئے حسب ذیل ہے:۔

Fairview Simla East

فیرویو شملہ ایسٹ

مُباہلہ میں شامل ہونے والوں کو اطلاع

مباہلہ میں شمولیت کی درخواستیں بھیجنے والے احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اگر آپ کو آپ کی درخواستوں کا جلد جواب نہ ملے۔ تو آپ گھبرائیں نہیں۔ فیصلہ کے وقت انشاء اللہ سب احباب کو اطلاع دی جائے گی۔ خاکسار پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح

برہما میں یوم النبیؐ کی تقریب شاندار جلسے

رنگون میں شاندار جلوس اور تقریریں

مولانا کشفی صاحب نے حسب ذیل تار حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کیا ہے:۔

رنگون ۳۱۔ جولائی۔ ۲۹۔ جولائی بروز بدھ تمام برہما میں اور خاص کر رنگون میں یوم النبیؐ منایا گیا۔ معزز اور با اثر مسلمانوں۔ ہندوؤں اور برہمیوں وغیرہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق شاندار تقریریں کیں۔ عظیم الشان جلوس پبلک راستوں سے نکالا گیا۔ اس مقدس تقریب کو کامیاب بنانے کے لئے بازار بند تھے۔

جناب محمد یوسف شاہ صاحب میر واعظ کا اعلان

چند دن ہوئے۔ ہندو اخبارات نے حکومت کشمیر کی حمایت میں ایک اعلان شائع کیا تھا جسے تمام ریاست کشمیر کے صرف پانچ مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا تھا۔ جن میں سے ایک تو ریاست کا ریٹائرڈ لا ممبر دوسرا ریٹائرڈ اسسٹنٹ گورنر۔ تیسرا کسی ریاستی محکمہ کا سکرٹری۔ چوتھا میر واعظ اور پانچواں ایک زیارت کا متولی تھا۔ اس وقت تک حکومت کشمیر اس قسم کا صرف یہی ایک اعلان شائع کرا سکی۔ اور مسلمانوں کی ۹۵ فیصدی آبادی میں سے صرف پانچ قدیمی نمک خواروں تک اس کی نظر پہونچ سکی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا ہے۔ یہ نام بھی بطور خود ہی تجویز کر لئے گئے ہیں۔ اور کم از کم ایک نام تو ایسا ہے۔ جسے خواہ مخواہ اس فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اور وہ میر محمد یوسف شاہ صاحب میر واعظ کا ہے۔ چنانچہ انہوں نے بذریعہ تار ہمیں اطلاع دی ہے۔ کہ میں نے اس قسم کے کسی مضمون پر دستخط نہیں کئے۔ جو "قاپ" ۲۸۔ جولائی اور دوسرے اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ ہم میر واعظ صاحب کی قومی حمیت وغیرت کی داد دیتے ہوئے امید رکھتے ہیں۔ کہ باقی کے چار اصحاب بھی اپنی پوزیشن صاف کر دیں گے۔ لیکن اگر وہ اپنی ذاتی مجبوریوں کی وجہ سے ایسا نہ کر سکیں۔ تو بھی میر واعظ صاحب کے اعلان کے بعد ان کے متعلق صحیح رائے قائم کی جا سکتی ہے؟

اخبار احمدیہ

حصول ثواب کا ایک بہترین موقعہ

بعض ایسے لوگ جو احمدیت سے دلچسپی رکھتے ہیں سلسلہ کے لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے خلوص نیت سے متمنی اور نور احمدیت کی ضیا پاشی کے دلدادہ ہوتے ہیں۔ اُن کو صداقت احمدیت سے آگاہ کرنے کی غرض سے ضرورت ہے۔ کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مختلف تصنیفات برائے مطالعہ بھیجی جائیں۔ مگر صیغہ اشاعت کا بجٹ نہ ہونے کے باعث میں اس مقصد کی تکمیل سے معذور ہوں۔ لہذا ذی مقدرت اصحاب سے درخواست ہے۔ کہ مالی طور پر یا کتابیں بھیج کر غرض جس طرح بھی ممکن ہو۔ امداد فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اس قسم کی کئی درخواستیں میرے پاس آئی ہوئی ہیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

شکریہ

جن احباب نے میرے بھائی چودھری غلام احمد صاحب کے لئے دُعا فرمائی ہے۔ ان کا مشکور ہوں۔ عزیز خدا کے فضل سے ایم۔ اے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ احباب دعا کریں اللہ تعالٰے اس کامیابی کو دینی و دنیوی لحاظ سے بابرکت کرے۔

خاکسار فضل احمد۔ اے ڈی آئی۔ کھاریاں۔

سیکنڈ ہینڈ کُتب کی ضرورت

سلسلہ احمدیہ کی سیکنڈ ہینڈ کتب اگر کسی دوست کے پاس ہوں۔ اور وہ نصف قیمت پر فروخت کرنا چاہیں۔ تو اس پتہ پر مجھ سے خط وکتابت کریں۔ سکرٹری انجمن احمدیہ کوہاٹ متصل دروازہ ہرا چال۔

درخواست ہائے دُعا

(۱) ابھی تک اس عاجز کی اپیل کا کچھ فیصلہ نہیں ہوا۔ حالات تشویش ناک ہیں۔ اور یہ عاجز دردمندانہ دعاؤں کا از حد محتاج ہے۔ احباب نہایت درد اور تڑپ سے بارگاہ ایزدی میں دعا فرمائیں۔ مولا کریم مشکلات سے بکلی نجات عطا فرمائے۔ اور حاسدین اور معاندین کے شر سے بکلی محفوظ رکھے۔ خاکسار نیاز محمد سب انسپکٹر پولیس رخصتی قادیان۔

(۲) میری تنخواہ میں ناجائز طور پر تخفیف کا سوال درپیش ہے۔ احباب دُعا کریں۔ اللہ تعالیٰ میرے مخالفوں کو اپنے ارادوں میں ناکام رکھے۔ خاکسار انشاء اللہ خان۔ کوہ مری۔

(۳) میرا لڑکا سخت بیمار ہے دورست صحت کے لئے دُعا کریں۔ خاکسار صاحب اللہ جان ضلع گوجرانوالہ

(۴) جماعت سونگھڑہ کے ایک مخلص دوست منشی عمر علی خاں صاحب کی لڑکی حمیدہ خاتون جو حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے کی دُعاؤں کے طفیل تولد ہوئی تھی۔ سخت علیل ہے۔ احباب سلسلہ اُس کی شفایابی کے لئے درد دل سے دُعا فرمائیں۔ خاکسار سید محمد صالح الدین احمد

(۵) میری بیوی خطرناک طور پر بیمار ہے۔ احباب سلسلہ دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار جمیل حسین خان ڈیبو گرام بنگال

ولادت

خاکسار کے ہاں ۱۸-۱۹ جولائی کی درمیانی شب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے چوتھا فرزند تولد ہوا ہے جس کا نام حضرت اقدس نے حمید اللہ رکھا۔ احباب دعا فرمائیں۔ خدا تعالٰے مولود مسعود کو صاحب اقبال وعمر اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کا خادم بنائے

خاکسار ضیاء اللہ ڈسپنسر گجرات

دعائے مغفرت

۱۔ قبلہ حکیم مولوی الطاف حسین خان صاحب رئیس شاہ آباد و ۲۷۔ جولائی ۱۹۳۱ء اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مسیح موعود کے پرانے خدام سے تھے۔ احمدیت وخاندان نبوت کے عاشق تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ خاکسار سید حبیب اللہ قادیان

(الفضل) جناب خانصاحب مرحوم نہایت مخلص اور سابقین میں سے تھے ہمیں ان کی وفات کی خبر سن کر بہت افسوس ہوا۔ ہم ان کے خاندان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے دُعا کرتے ہیں۔ خدا تعالٰے انہیں اعلیٰ مدارج عطا کرے۔

۲۔ میرا گیارہ ماہ کا لڑکا ۲۷۔ جولائی کو فوت ہو گیا۔ احباب ہمارے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔ خاکسار اللہ دتا گڈز کلرک لاہور۔

۳۔ منشی اصغر خاں صاحب احمدی خالصہ نامہ جنرل سرجان شاہی ۳۰۔ جون ۱۹۳۱ء کو مالک حقیقی سے جا ملے مرحوم نہایت نیک تھے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ خاکسار احمد جان منشی ادیب مینی تکی

۴۔ میاں عثمان خان صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ دعائے مغفرت کی جائے خاکسار کالے خان احمدی سری پور۔

۵۔ ۱۹۔ جولائی کو میری بیوی طویل علالت کے بعد فوت ہو گئی ہے۔ دوست مہربانی کر کے دعائے مغفرت فرمائیں

ڈاکٹر محمد بخش احمدی قادیان۔

۶۔ میری اہلیہ ۲۹۔ جولائی کو فوت ہو گئی ہے۔ دعائے مغفرت کی جائے۔ مرحومہ نے اپنے پیچھے ایک لڑکی بعمر ایک سال چھوڑی ہے۔ اس کی درازی عمر اور خادمۂ دین ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔ خاکسار رحمت اللہ از بنگہ

۷۔ برادرم محمد یوسف خان مرحوم کے متعلق بعض لوگوں نے یہ افواہ پھیلا رکھی تھی۔ کہ انہوں نے احمدیت کو ترک کر دیا ہے۔ مگر مرحوم نے اپنی وفات سے جو ۲۷۔ جولائی کو ہوئی ہے تین روز پیشتر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۴ اگست ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

مسلمانانِ کشمیر کی قابلِ تعریف ہمّت اور استقلال

تمام مسلمانوں کا مظالم سے بچنے اور اپنے حقوق حاصل کرنے کیلئے اتحاد

مسلمانانِ کشمیر کو ایک لمبے عرصہ سے جن مظالم کا شکار بنایا جا رہا اور جس بے دردی کے ساتھ ان کے حقوق پامال کئے جا رہے تھے۔ اگرچہ ان کی وجہ سے ان کی حالت نہایت ہی زبون ہو چکی تھی اور حکومت کشمیر یہ سمجھ رہی تھی کہ اس نے مسلمانوں کی غیرت و حمیت کے جذبات کو بالکل کچل دیا ہے۔ ان کے انسانی جذبات اور احساسات کو بالکل مٹا دیا ہے ان میں حرکت کرنے اور جبر و تشدد کے خلاف آواز تک بلند کرنے کی ہمت باقی نہیں رہنے دی۔ لیکن ۱۳۔ جولائی کے خونچکاں حادثہ اور اس کے بعد کے واقعات نے جن میں ہر ممکن سے ممکن سختی اور ظالمانہ طریق سے کام لیا گیا۔ اور لیا جا رہا ہے۔ ثابت کر دیا ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر اس گئی گزری حالت میں بھی جس حالت تک ریاست نے انہیں پہونچا رکھا ہے۔ ایسی صفات سے متصف ہیں۔ جن کے آگے ظلم و جور ہمیشہ جھکتا رہا۔ اور بے انصافی اور جبر کو نیچا دیکھنا پڑا ہے ۔

اگرچہ مسلمان ملازمین ریاست کو جو پہلے ہی آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھے۔ تعطّل کی حالت میں ڈال کر اب ریاست میں خالص ہندو راج قائم کر لیا گیا ہے۔ اور ریاست کی ۹۵ فیصدی مسلمان آبادی پر تمام کے تمام ہندو حکام کو مسلّط کر کے انتہائی کوشش کی جا رہی ہے کہ اسے خوف زدہ کر کے اور مظالم کا شکار بنا کر اپنے مفید مطلب کام لیا جائے۔ اپنی حمایت میں اسے پیش کیا جائے۔ اور اس کی طرف سے اس قسم کے بیانات شائع کرائے جائیں۔ جن کے نیچے نہ صرف مسلمانانِ کشمیر کی حالت چھپا دی جائے۔ بلکہ ان کی مظلومیت کو ظلم قرار دیا جا سکے۔ چنانچہ ہندو اخبارات میں اس قسم کے مضامین شائع کرائے جا رہے ہیں۔ جن میں بتایا جاتا ہے۔ کہ مسلمان ریاست کی حکومت پر پورا اعتماد رکھتے اور اسے موجودہ جبر و تشدد میں حق بجانب قرار دیتے ہیں۔ لیکن دراصل اس قسم کے اعلانات بھی اسی حالت کا نتیجہ ہیں جس میں اس وقت تک مسلمانانِ کشمیر کو رکھا گیا۔ اور آئندہ بھی اسے جاری رکھنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس وقت جبکہ ریاست کے تمام سیاہ سفید کے اختیارات ہندوؤں کے ہاتھ میں ہیں۔ اکے دکے مسلمان افسروں کو بھی پرے بٹھا دیا گیا ہے۔ حتےٰ کہ مسلمان وزراء تک کو کسی بات میں شرکت کا موقعہ نہیں دیا جاتا۔ ایک یورپین مسٹر ویکفیلڈ جسے اپنی بہترین خدمات اور ریاست کی خیر خواہی کی وجہ سے بہت بڑا اعتماد حاصل تھا۔ اسے بھی اپنے عہدہ سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ ستم رسیدہ اور مظلوم مسلمانوں سے ان کی مرضی اور منشاء کے خلاف کچھ کہلا لینا کونسی مشکل بات ہے۔ اور ان کی طرف منسوب کر کے ہر قسم کے اعلانات شائع کرا دینے میں کیا رکاوٹ ہو سکتی ہے لیکن کس قدر حیرت انگیز امر ہے کہ ان حالات میں بھی ایک عرصہ کے مظالم کے نیچے دبے ہوئے مسلمانوں نے بے حد ہمت اور جرأت کا ثبوت دیا ہے۔ اور سوائے ایک آدھ مقام کے معدودے چند مسلمانوں کے کسی جگہ کے مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ وہ ریاست کی حمایت میں ہیں۔ اور حکومت کی طرف سے بڑے غور و فکر اور بڑی تیاریوں کے بعد جو اعلان شائع ہوا ہے۔ اس میں تو یہ کہنے کی بھی جرأت نہیں کی گئی۔ کہ مسلمانوں کا کوئی طبقہ بھی ریاست کے جور و جفا کے خلاف آواز اٹھانے والوں میں شامل نہیں ۔

اس سے ظاہر ہے کہ کشمیر کے طول و عرض میں تمام کے تمام مسلمان اپنے آپ کو نہایت ہی مظلومی اور بے کسی کی حالت میں سمجھتے ہیں اور اس سے نکلنے کے بے حد خواہش مند ہیں۔ ہر طبقہ اور ہر درجہ کے لوگوں میں یہ احساس ہے۔ کہ اس وقت تک ریاست ان سے جو سلوک کر رہی ہے۔ وہ قطعاً قابل برداشت نہیں ہے۔ اس وقت تک جن بے انصافیوں کا انہیں شکار بنایا جا رہا ہے۔ انہیں دور کئے بغیر زندہ رہنا فضول ہے۔ اور جس ذلت اور رسوائی میں انہیں مبتلا کر رکھا ہے۔ اس سے نکلے بغیر جینا لغو ہے ۔

نہایت ہی خوشی کی بات ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر نے اپنے اس شریفانہ عزم و ارادہ کا ثبوت ۱۳۔ جولائی کے خونین حادثہ سے لے کر اس وقت تک قدم قدم پر دیا ہے۔ اور ایک ایسی حکومت کو جس کے ایک ادنےٰ سے ادنےٰ ملازم کی گھٹی میں بھی مسلمانوں کو جبر اور تشدد کا نشانہ بنانا پڑا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کو ذلیل اور حقیر سمجھنے کے سوا اور کوئی سبق ہی نہیں پڑھا خوب اچھی طرح بتا دیا ہے۔ کہ اب مسلمان جبر اور تشدد سے مٹنے اور تباہ ہونے کے لئے تیار نہیں۔ بلکہ وہ اپنے حقوق لے کر رہیں گے۔ اور عزت و آبرو کی زندگی بسر کریں گے ۔

اس کے ثبوت میں ہم سب سے اول حکومت کشمیر کا تازہ اعلان پیش کرتے ہیں۔ جس کی اشاعت کے لئے ہندو اخبارات کو خاص طور پر شکریہ کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ اس میں اگرچہ مسلمانوں کے پانچ ہزار کے ہجوم پر ایک قیدی کو چھڑا لے جانے جیل کے باہر کے دروازہ کی طرف دوڑنے اور گارد پر غلبہ پا لینے۔ اندرونی دروازہ پر پہونچنے کے لئے کئی بار کوشش کرنے۔ پولیس پر پتھر اور روڑے پھینکنے۔ چار قیدیوں کو آزاد کرا لینے جیل کی گارد کے کوارٹروں کو آگ لگا دینے۔ ٹیلیفون کی تار کاٹ دینے۔ اور مسلح پولیس سے بندوقیں چھیننے کے الزامات لگائے گئے ہیں لیکن اس بات کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ کہ ہجوم ایسے خطرناک ارادہ کے ساتھ کن اسلحہ سے مسلح ہو کر آیا تھا۔ اس ہنگامہ کی سب سے پہلی خبر میں بتایا گیا تھا کہ "ہجوم چھڑیوں۔ لاٹھیوں۔ پتھروں اور دیگر اسلحہ سے مسلح تھا"۔ لیکن اب حکومت کشمیر کے اعلان میں پہلے اعلان کردہ "اسلحہ" اور "دیگر اسلحہ" سمٹ کر محض "پتھر اور روڑے" رہ گئے۔ بہر حال یہ وہ خطرناک اور تباہ کن اسلحہ تھے جن سے مسلح ہو کر مسلمانانِ سری نگر جیلخانہ کی نہایت مضبوط اور سنگین چار دیواری کے اندر سے بندوقوں کے پہرہ سے ایک قیدی کو چھڑا لانے کا تہیہ کر کے نکلے تھے ۔

اس صورت میں نہ صرف حکومت کشمیر کے تمام الزامات بالکل لغو اور بے ہودہ ثابت ہوتے ہیں۔ بلکہ ایسی حالت میں مسلمانوں کے ہجوم نے سرکاری اعلان کے الفاظ کے رُو سے ہی جس جرأت اور بہادری کا ثبوت دیا ہے۔ وہ نہایت ہی قابلِ تعریف اور خوشکن ہے ۔

اعلان میں بتایا گیا ہے۔ کہ جب پتھر اور روڑے سے مسلح ہجوم ان جرائم کا مرتکب ہو چکا۔ جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ تو "ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس نے ہجوم کو تنبیہ کی۔ کہ اگر غیر قانونی مجمع منتشر نہ ہوا۔ تو گولی چلا دی جائے گی۔ لیکن ہجوم نے اس انتباہ کی جانب کوئی غور نہ کیا۔ اور حملہ وغیرہ جاری رکھا۔ اس پر پولیس کو حکم دیا گیا۔ کہ گولی چلا دی جائے۔ چنانچہ پولیس نے پہلے ہوا میں فائر کئے۔ لیکن ان کا کوئی خاطر خواہ اثر نہ ہوا۔ اس پر ہجوم پر گولی چلائی گئی۔ اس اثنا میں مزید گرفتاریاں کی گئیں۔ بلوائی پسپا ہو گئے۔ اور کچھ فاصلہ پر دو گروہوں میں منقسم ہو کر کھڑے ہو گئے"۔

نہتے ہجوم پر غلط الزام لگاتے ہوئے "حملہ کے ساتھ" "وغیرہ" کی ترکیب حواس باختگی کی بین علامت ہے۔ اسی طرح ایسے ہجوم کو بلوائی قرار دینا بھی ستم ظریفی سے کم نہیں۔ مگر قطع نظر اس سے مندرجہ بالا سطور

سے ہم جو کچھ دکھانا چاہتے ہیں۔ وُہ یہ ہے۔ کہ وُہ مسلمان جن کے متعلق چند ہی روز قبل سری نگر کے ہندوؤں کی طرف سے ہندو اخبارات میں یہ تمسخر اُڑایا گیا تھا۔ کہ اُن کا کئی ہزار کا مجمع پولیس کا نام سُنکر بھاگ گیا تھا۔ اور کسی نے پیچھے مُڑ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ وہی اس جرأت اور دلیری سے کام لیتے ہیں۔ کہ جب ان پر گولیوں کی بوچھاڑ کی جاتی ہے اور ان کی آنکھوں کے سامنے بیسیوں مسلمان خون کے دریا میں تیرنے لگ جاتے ہیں۔ تو وُہ خوف وہراس کی کوئی علامت ظاہر نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ کچھ فاصلہ پر دو گروہوں میں منقسم ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں کیا یہ کوئی معمُولی دلیری ہے۔ اور کیا یہ اس بات کا ثبوت نہیں۔ کہ مسلمانان کشمیر میں اپنے حقوق حاصل کرنے اور مظالم سے مخلصی پانے کا وُہ عزم اور ارادہ پایا جاتا ہے۔ جو ذلت اور بے چارگی کی زندگی پر موت کو ترجیح دیتا ہے۔

اس حادثہ کے بعد بھی پولیس اور فوج نے جہاں جہاں گولی چلائی مسلمانوں نے مردانگی سے اپنے سینے سامنے کر دیئے۔ اور ظالم و جفاکار گولی چلانے والوں کو دکھا دیا۔ کہ وُہ موت سے نہیں ڈرتے۔

پھر اس اعلان کے شائع کرنے کی جو وجہ بتائی گئی ہے اس سے بھی مسلمانوں کی نہایت ہی قابلِ تعریف جرأت کا ثبوت ملتا ہے کہا گیا ہے۔ کہ ۱۳۔ جولائی کے خونین واقعات کی تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر کیا گیا تھا۔ اس کے غیر سرکاری مسلمان ممبروں نے کمیشن میں کام کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس وجہ سے کمیشن کا کام بند ہو گیا۔ اور ضرورت محسوس ہُوئی۔ کہ سرکاری اعلان شائع کیا جائے۔ کہ کئی لاکھ کی مسلمان آبادی میں سے اور کشمیر کے تمام طول وعرض میں سے حکومتِ کشمیر کو کسی ایک ایسے مسلمان کا بھی دستیاب نہ ہو سکنا جو اس کے مقرر کردہ کمیشن میں کام کر سکے۔ جہاں اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ تمام کے تمام مسلمان خواہ وہ طبقہ عوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ یا خواص سے حکومت کے متعلق اپنے مطالبات۔ اور اپنے حقوق میں متحد ہیں۔ وہاں ان کی بہت بڑی دلیری اور قومی حمیت کا بھی ثبوت ہے۔ اور اس سے ظاہر ہے۔ کہ خوف اور دہشت۔ لالچ اور طمع کے تمام ذرائع کے باوجود حکومت کشمیر مسلمانوں میں سے کسی ایک شخص کو بھی اپنے شرمناک افعال اور ظالمانہ رویہ کی پردہ پوشی کے لئے استعمال کرنے میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکی۔ اور کسی مسلمان نے اس کا آلۂ کار بن کر اپنے قومی اور مذہبی حقوق کے متعلق غداری کرنا گوارا نہیں کیا۔

ہم سمجھتے ہیں۔ اس پہلو میں مسلمانانِ کشمیر برطانوی ہند کے باشندوں سے بھی بازی لے گئے ہیں۔ ہندوستان میں اس قدر آزادی اور حُریت کے باوجود حکومت کو ایسے آدمی مل سکتے ہیں۔ جو اپنے ذاتی اغراض کی خاطر اس کے لئے سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ لیکن حکومت کشمیر کو اپنی ساری حکومت میں سے کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نہ مل سکا۔ جو اس کے مقرر کردہ کمیشن میں کام کرنا منظور کر سکتا اور اسی وجہ سے آخر کمیشن کو اپنا کام بند کر دینا پڑا۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں بلکہ مسلمانان کشمیر کی زندگی اور بیداری کی نہایت ہی خوش کُن علامت ہے۔

یہ تو کشمیر کے مسلمان مردوں کا حال ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۳۔ جولائی کے حادثہ نے مردوں کے علاوہ عورتوں اور بچوں تک میں اپنی مظلومیت کا احساس اور جُرأت و دلیری کی رُوح پھُونک دی ہے۔ چنانچہ اس وقت تک کئی کئی ہزار عورتوں کے جن میں اعلیٰ خاندانوں کی برقعہ پوش خواتین بھی شامل تھیں۔ جلُوس نکل چکے ہیں اور باوجُود پولیس اور فوج کی طرف سے ڈرانے اور دھمکانے کے نکل رہے ہیں۔ اور مسلمانوں پر جو مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ ان کے متعلق ایسے دردناک طور پر گریہ وبکا کیا جاتا ہے۔ کہ جس سے پتھر کے دل بھی موم ہو سکتے ہیں مسلم خواتین کے ۲۷۔ جولائی کے ماتمی جلوس کے متعلق جو حالات ہمیں موصول ہُوئے ہیں۔ اور جو دُوسری جگہ درج ہیں۔ ان سے معلُوم ہو سکتا ہے۔ کہ عورتوں میں بھی مظالم کے خلاف کس قدر جوش و خروش پایا جاتا ہے۔ اور وہ کس قدر جُرأت اور دلیری کا ثبوت دے رہی ہیں۔

ان کے علاوہ چھوٹے اور نابالغ بچوں میں بھی خاص ولولہ اور جوش پایا جاتا ہے۔ کئی روز سے نابالغ بچے ماتمی بورڈ اٹھائے ہوئے مظالم کے خلاف روتے پیٹتے سارے شہر میں جلوس کی شکل میں گشت کرتے رہتے ہیں۔ حکومت کے سپاہی ان پر بھی جبر و تشدد کرنے سے باز نہیں رہتے۔ اور جہاں موقعہ پاتے ہیں۔ انہیں بزور منتشر کرتے رہتے ہیں لیکن بچے کسی قسم کے تشدد کا کوئی خیال نہیں کرتے۔

اگرچہ وُہ مصائب اور مشکلات جن میں سے کشمیر کے مسلمان گزر رہے ہیں۔ ہمارے لئے نہایت ہی رنج افزا اور تکلیف دہ ہیں۔ لیکن اس حالت میں مسلمانانِ کشمیر جس حوصلہ اور استقلال۔ ہمت اور جُرأت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ وُہ بے حد امید افزا اور خوشکن ہے۔ مسلمانانِ ہند پہلے ہی ہر ممکن طریق سے اپنے کشمیر کے مسلمان بھائیوں کو امداد دینا۔ اور ان کے دکھ اور تکالیف کو دُور کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے۔ لیکن اب جبکہ مسلمانانِ کشمیر نے اپنی قربانی اور ایثار غیرت اور حمیت۔ حوصلہ اور دلیری کو قابلِ ستائش حد تک پہونچا دیا ہے۔ اور ریاست کے جبر اور تشدد کو پائے مردی کے ساتھ برداشت کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا حق قائم کر لیا ہے۔ کہ مسلمانانِ ہند ہر طرح ان کی امداد کریں۔ اور ان کو مظالم کے سیلاب سے بچائیں۔ مسلمانانِ کشمیر کو اپنے ہندوستانی بھائیوں پر پُوری توقع اور اُمید رکھنی چاہیئے۔ اور پائے ثبات میں قطعاً لغزش نہ آنے دینی چاہیئے۔ اگر ایسا کیا گیا۔ اور خدا کرے۔ کہ ایسا ہی ہو۔ تو ایک قلیل عرصہ میں دیکھ لیں گے۔ کہ ان کی حالت میں کتنا عظیم الشان انقلاب رونما ہو جاتا ہے۔ اور وُہ کیسی عزت و آبرو کی زندگی بسر کرنے کے مستحق سمجھے جا سکتے ہیں۔ ظلم و جبر کے پاؤں نہیں ہوتے۔ آخر اسے سرنگوں ہونا پڑتا ہے۔ بشرطیکہ مظلوم حوصلہ اور ہمت نہ ہار دے۔ ہمیں امید رکھنی چاہیئے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر پُورے حوصلہ اور استقلال سے کام لیں گے۔

قیامِ امن کے متعلق حکومتِ ہند کی ذمہ واری

باشندگانِ کلکتہ کے ایک جلسہ عام میں جہاں تشدد کی دہشت انگیز وارداتوں کی پُرزور الفاظ میں مذمت کی گئی۔ اور ان کی ذمہ واری ان لوگوں پر ڈالی گئی۔ جو اپنے افعال۔ اپنی تقریروں اور اپنی تحریروں میں جرائم تشدد کی تعریف کرتے اور قاتلوں کو دیوتا۔ شہید۔ ہیرو اور محبانِ وطن کے خطاب دیتے ہیں۔ وہاں حکومت کو بھی جمُود۔ کمزوری اور تلون مزاجی کا مرتکب قرار دیا گیا۔ اور ان امن سوز جرائم اور افعال قتل کی ساری ذمہ دار ٹھیرایا گیا۔ جو علم تشدد کے علم برداروں۔ بے رحم اور سنگدل قاتلوں کے اعزاز میں ہڑتالیں کرنے والوں۔ ان کے جذبات کی تعریفیں کرنے والوں سے اغماض برت رہی ہے۔

حکومت کو تنبیہ کیا گیا۔ کہ وُہ گہری نیند سے بیدار ہو۔ اور اپنی اس مشارکی صحیح نوعیت کا احساس پیدا کرے۔ جو ہندوستان کے وسیع امن پسند طبقہ کی اکثریت کی طرف سے اس پر عائد ہوتی ہے کیونکہ شورش پسندوں کے مظالم ناقابل برداشت ہو رہے ہیں۔

در اصل تشدد اور خونریزی کے واقعات میں اس وقت سے زیادہ تیزی اور سرگرمی پیدا ہو گئی ہے۔ جب سے حکومت نے قانون کی تمام خلاف ورزیوں کو زبردست اور مضبُوط ہاتھ سے کچلنے کی بجائے قانون شکنی کی تحریک عملی کے بانی اور سازشوں کے سرتاج کے ساتھ ہنگامی صُلح کر لی۔ اور اس کے بعد اس شخص کی نازبرداری میں حکومت اپنی ساری طاقتیں صرف کر رہی ہے۔ بے شک اب اس نے بھی تشدد پسندوں کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ اور مقتولین سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے۔ لیکن اس کی حقیقت مگرمچھ کے آنسوؤں سے زیادہ نہیں ہے۔ گورنمنٹ کو اس بارے میں اپنی ذمہ داری کا پُورا پُورا احساس ہونا چاہیئے۔

کسانوں کے متعلق اسمبلی میں ریزولیوشن

کسانوں کی حالتِ زار سے متاثر ہو کر حاجی عبداللہ ہارون صاحب نے اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں حسب ذیل ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ کہ

”عام کساد بازاری اور کسانوں کی بدحالی کو پیشِ نظر رکھتے ہُوئے یہ اسمبلی حکومت سے سفارش کرتی ہے۔ کہ آئندہ دو سال کے لئے زمینداروں اور کسانوں کے خلاف دیوانی مقدمات میں ڈگریاں صادر کرنا قانوناً بند کر دی جائیں۔ اور گزشتہ قرضہ جات کے لئے آئندہ دو سال تک زمینداروں اور کسانوں کے خلاف دیوانی مقدمے بھی نہ چلائے جائیں“

اگرچہ یہ نہایت ضروری امر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس قسم کا انتظام کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ کہ جو قرضے سُود در سُود کی وجہ سے اصل رقم سے بہت زیادہ بڑھ چکے ہیں۔ ان میں زیادہ سے زیادہ اصل کے مساوی سُود قرار دے کر باقی رقم کو منسوخ کر دیا جائے اور موجودہ کساد بازاری کے زمانہ میں سود کا اضافہ بالکل روک دیا جائے

80

صداقت احمدیت

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے بعض نشانات

حضرت میرزا سلطان احمدؐ مرحومؓ کی نسبت

ماہِ رمضان گزشتہ میں مَیں نے اخبار الفضل کے ذریعہ ظاہر کیا تھا۔ کہ حضرت میرزا سلطان احمدؐ صاحب کے احمدی ہونے اور بالخصوص بیعتِ خلافت سے مشرف ہونے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی کہ خدا تین کو چار کریگا۔ اپنے نئے رنگ اور نئی شان میں پوری ہوئی۔ اب میں حضرت میرزا سلطان احمدؐ صاحب مرحوم رضؓ کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اور نشانات جو پورے ہوئے بیان کرتا ہوں۔

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب سراج منیر صفحہ ۷۹ پر پیشگوئی میں شیخ محمد حسین بٹالوی کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر ایک خواب بیان فرمایا ہے جس کا ایک حصہ یہ ہے۔

”پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔ کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہے۔ جان کندن میں ہے۔ مَیں نے کہا۔ کہ عنقریب وہ مر جائیگا۔ کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے۔ کہ اس کی موت کے دن صلح ہوگی“۔

تشریح۔ سلطان بیگ کے نام سے ظاہر ہے۔ کہ جس شخص کا ذکر ہے۔ وہ قوم کا مغل ہے۔ پھر یہ وہ سلطان بیگ ہے جو خواب آنے کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مخالف ہے۔ اس لئے صلح کا محتاج ہے۔ جان کندن میں ہونے سے مراد وہ لمبی بیماری ہے۔ جس میں حضرت مرزا سلطان احمدؐ صاحب رضؓ بہت مدت تک مبتلا رہے۔ اور بالآخر چلنے پھرنے کے بھی ناقابل ہوگئے۔ یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو آپ کی بیعت لینے کے لئے آپ کے پاس جانا پڑا۔ موت کے دن سے مراد موت کا سال ہے۔ کیونکہ مذہبی اصطلاح میں کبھی دن سال کے برابر ہوتا ہے۔ اس جگہ دن ایک سال کے برابر ہے۔ اور خواب کی یہ تعبیر ہوئی۔ کہ حضرت میرزا سلطان احمدؐ صاحب کی موت کے سال صلح ہوگی۔ اور وقوع میں بھی یہی آیا ہے۔ کہ آپ کی صلح یعنی بیعت کا دن یعنی سال ابھی گزرنے نہیں پایا تھا۔ کہ آپ کا وصال ہوگیا۔

پھر شیخ محمد حسین بٹالوی کے ذکر میں آپ کا ذکر اس لئے آیا۔ کہ آپ کو شیخ صاحب مذکور سے مخالفت مسیح موعودؑ اور پھر رجوع یا صلح میں ایک گونہ مناسبت تھی۔

(۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ دکھایا گیا۔ کہ ایک لڑکا ہے۔ جس کا نام عزیز ہے۔ اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے۔ وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا۔ اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ مَیں نے دیکھا۔ کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے“ (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۲ اشتہار ۲۲ر اکتوبر ۱۸۹۹ء بحوالہ مکاشفات صفحہ ۱) اس خواب میں جناب میرزا عزیز احمد صاحب کے والد ماجد حضرت میرزا سلطان احمدؐ مرحوم رضؓ کا ذکر ہے:

(۳)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”آج اس موقعہ کے اثناء میں جبکہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا۔ کہ بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے۔ اور ان پر لکھا ہوا تھا۔ کہ ”فتح کا نقارہ بجے“۔ پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی۔ اور کہا۔ کہ ”دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری“۔ جب اس عاجز نے دیکھا۔ تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی۔ اور سبز پوشاک تھی۔ مگر نہایت رعبناک۔ جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں۔ اور تصویر کے یمین و یسار میں ”حجۃ اللہ القادر و سلطان احمد مختار“ لکھا تھا۔ (۲۱ر اکتوبر ۱۸۸۳ء براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۱۵ و صفحہ ۵۱۶)

اِس کشف میں اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام سلطان احمدؐ مختار رکھا گیا ہے۔ تاہم اس میں آنحضور کے بیٹے سلطان احمدؐ کی صلاحیت کی نسبت اشارۃً ذکر ہے۔

(۴)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۳ر اپریل ۱۹۰۵ء کو رویا دیکھا۔ کہ مرزا نظام الدین کے مکان پر مرزا سلطان احمدؐ کھڑا ہے۔ اور سب لباس سرتاپا سیاہ ہے۔ ایسی گاڑھی سیاہی کہ دیکھی نہیں جاتی۔ اسی وقت معلوم ہوا۔ کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جو سلطان احمدؐ کا لباس پہن کر کھڑا ہے۔ اس وقت میں نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ اب دو فرشتے اور ظاہر ہوگئے۔ اور تین [illegible] معلوم ہوئیں۔ اور تینوں پر وہ تین فرشتے بیٹھ گئے۔ اور بہت تیز قلم سے کچھ لکھنا شروع کیا۔ جس کی تیز آواز سنائی دیتی تھی۔ ان کے اس طرز کے لکھنے میں ایک رعب تھا۔ میں پاس کھڑا ہوں۔ کہ بیداری ہوگئی۔ (البدر جلد نمبر ۱ سلسلہ جدید ۱۹۰۵ء بحوالہ مکاشفات صفحہ ۷۹)

مرزا سلطان احمدؐ کے سیاہ لباس سے آپ کی وہ حالتِ مخالفتِ مسیح موعود علیہ السلام مراد ہے۔ جس میں آپ کی ساری عمر گزری۔ مگر اسی وقت معلوم ہوا کہ یہ ایک فرشتہ ہے۔ جو سلطان احمدؐ کا لباس پہنکر کھڑا ہے۔ اور یہ وہ حالتِ رجوع اور صلح تھی۔ جو کہ بیعت خلافت کے بعد ظہور میں آئی۔ اس وقت گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گھر میں مخاطب ہو کر کہا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ ورنہ اس سے پہلے تو مرزا سلطان احمدؐ صاحب روحانی طور پر عاق سمجھے گئے تھے۔ بیعت خلافت کے بعد ہی حقیقۃً روحانی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے کہلائے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ نے بھی آپ کی بیعت کے بعد آپ کے اخلاص کا ذکر کیا ہے۔ پھر آپ کے بحیثیت فرشتہ کرسی پر بیٹھنے کے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ آپ روحانی طور پر معزز اور مکرم ہوگئے۔ پھر رعب کی حالت میں قلم سے لکھنے سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رعب کا اظہار ہے۔ جو کہ مرزا سلطان احمدؐ صاحب کی بیعت کے بعد ظہور پذیر ہونا تھا۔ جس کا ذکر اس الہام الٰہی میں بھی ہے۔ ولا نبقی لک من المخزیات ذکرا۔ یعنی ہم تیری نسبت ایک بات بھی ایسی باقی نہیں چھوڑیں گے۔ جو موجب رسوائی اور طعن و تشنیع ہو۔ چنانچہ میرزا سلطان احمدؐ صاحب کا سیاہ لباس یعنی مخالفت مسیح موعود علیہ السلام مخزیات ذکراً میں شامل تھا۔ پھر آپ کی بیعت کے بعد فرشتہ ہو جانے سے یہ الہام الٰہی پورا ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا رعب دوبالا ہوگیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

(۵)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو حضرت مرزا سلطان احمدؐ صاحب کے بارے میں الہام ہوا تھا۔ ”پاس ہو جائیگا“۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس الہام کی تشریح اس وقت یہ فرمائی تھی۔ ”شاید عرصہ تین ماہ

یا کچھ کم و بیش ہؤا ہے۔ کہ اِس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا۔ کہ جو میں نے امتحان تحصیلداری کا دیا ہے۔ اس کی نسبت دعا کریں۔ کہ پاس ہو جاوے۔ اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا۔ کہ ضرور دعا کریں۔ مجھ کو وُہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارے میں کس قدر ہمّ اور غم ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام تر نفرت و کراہت چاک کر دیا۔ اور دل میں کہا۔ کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں۔ اس خط کے چاک کرتے ہی یہ الہام ہؤا۔ چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا۔ (منقول از خط حضرت مسیح موعودؑ محررہ ۱۱ مئی ۱۸۸۴ء مطابق ۱۴ رجب ۱۳۰۱ھ بنام نواب صاحب مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۳ صفحہ ½ ۱۸۹۹ء بحوالہ البشریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲)

خدا کا کلام ذوالوجوہ اور ذوالمعنی ہؤا کرتا ہے۔ اِس لئے مذکورہ بالا تشریح کے علاوہ ایک اور تشریح اس الہام کی واقعات کے رو سے ہو گئی ہے۔ اور وہ اس طرح کہ مرزا سلطان احمد صاحب احمدی ہو گئے۔ اور مبائعین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی میں شامل ہو گئے۔ اسی حالت میں انجام بہ خیر کے ساتھ وفات پا کر بہشتی مقبرہ میں مدفون ہوئے۔ اس بہشتی مقبرہ میں جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہام ہؤا تھا۔ کل مقابر الارض لا تقابل ھٰذہ الارض (بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ ۱۹۰۷ء بحوالہ مکاشفات صفحہ ۵۹)

پھر جس کی نسبت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔ "خدا کے کلام کا یہ مطلب ہے۔ کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا" (رسالہ الوصیت حاشیہ صفحہ ۲۲)

غرضیکہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم رضی اس دار الابتلاء کے روحانی امتحان میں بھی پاس ہو گئے۔ ذالک فوز العظیم۔

غرض مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم رضی کی حالتِ انکار بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان تھی۔ اور پھر آپ کا احمدی ہونا اور بیعت خلافت کرنا۔ اور اسی حالت میں وفات پا کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہونا بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا نشان ہے۔

(خاکسار غلام احمد خان ایڈووکیٹ و امیر جماعت احمدیہ پاکپٹن)

تلاش

ایک لڑکا بیس سال عمر کا نذیر احمد نام ساکن گجرات لاپتہ ہے۔ حُلیہ اس کا یہ ہے قد دو نیم۔ رنگ گورا۔ شکل و صورت اچھی۔ عیسائیوں سے اس کا میل جول

ہندوستان پر روس کا قبضہ نہ ہونے کے متعلق
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں

اُنیسویں صدی کے آخر میں جب روس اور سلطنت برطانیہ کے تعلقات سخت کشیدہ ہو گئے۔ اور ہر وقت یہ خطرہ رہنے لگا۔ کہ روس ہندوستان پر حملہ کرنے کی تاک میں ہے۔ تو اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انگریزی سلطنت کے روس پر غالب آنے کے متعلق خدا تعالےٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور اس امر کو اپنی کتابوں میں شائع فرمایا۔ حضور کے اس فعل کو مخالف مولویوں نے خلاف اسلام قرار دیا۔ کہ کافروں کی فتح اور ان کی سلطنت کے قیام کے لئے دعا کرنا جائز نہیں۔ گو مخالفوں کا یہ اعتراض نہ کسی شرعی سند پر قائم ہے۔ نہ عقل کی بُنیادوں پر مبنی ہے۔ مگر پھر بھی عوام کالانعام خصوصًا سرحد کے پُرجوش جُہلاء کو مغالطہ میں ڈالنے والا ضرور ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے۔ انبیاء علیہم السلام کے جن افعال پر لوگ معترض ہوتے ہیں۔ اعتراض کرنے کے کچھ عرصہ کے بعد ایسے حالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہ وُہی افعال ان کی صداقت اور راستبازی کی دلیل بن جاتے ہیں۔ اور یہ بھی منجملہ ان معیاروں کے ایک معیار ہے۔ جو امتیاز حق کے لئے خدا تعالےٰ نے مقرر فرمائے ہیں۔ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے موقعہ پر جن شرائط پر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کافروں سے صلح منظور کی۔ اُن پر سوائے حضرت ابوبکرؓ کے قریبًا تمام صحابہؓ کو سخت اعتراض تھا۔ مگر وہی شرائط بعد میں جلکر ایسی مفید اور اعلےٰ ثابت ہوئیں۔ کہ سب صحابہ کو ماننا پڑا۔ کہ ان سے بڑھ کر بہتر شرائط نہیں ہو سکتیں۔ اسی معیار سے ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فعل کو پرکھتے ہیں۔ تو ہمیں بعد کے واقعات سے روز روشن کی طرح ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کا یہ فعل نہ محض یہ کہ قابل اعتراض نہ تھا۔ بلکہ آپ کی صداقت اور من جانب اللہ ہونے کا ایک بیّن ثبوت تھا۔ اور وہ اس طرح کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے روس کے مغلوب ہونے۔ اور روس کے ہندوستان پر قبضہ نہ کر سکنے۔ اور اپنی اس حرص میں خائب و خاسر رہنے کے متعلق دعائیں فرمائیں۔ اگر اس وقت روس برطانیہ پر غالب آ کر ہندوستان کی قسمت کا واحد مالک بن جاتا۔ تو آج جبکہ روس کی سلطنت کی باگ ڈور بالشویکوں کے ہاتھ میں ہے۔ ہندوستان کے باشندوں بالخصوص مسلمانوں کی جو حالت ہوتی۔ اُس کا تصور کر کے بھی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ نہ مسلمان قرآن مجید چھاپ سکتے۔ نہ خدا کی آخری اور کامل کتاب کی اشاعت کر سکتے۔ مسجدیں مقفل کر دی جاتیں۔ مذہبی درسگاہیں بند کر دی جاتیں۔ عورتوں کا پردہ زبردستی دور کر دیا جاتا۔ نکاح کے مقدس معاہدہ کی پابندی نہ رہتی۔ مذہبی آزادی سلب کر لی جاتی۔ اسلام کی تبلیغ روک دی جاتی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بلند کرنا ممنوع قرار دیا جاتا۔ خدائے واحد کے نام کی جو منادی پانچوں وقت میناروں پر چڑھکر کی جاتی ہے۔ وہ یکقلم موقوف کی جاتی۔ نہ نماز نہ روزہ نہ دوسرے شعائر اسلام باقی رہتے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خدا تعالےٰ کے حضور رو رو کر دعائیں کرنا۔ کہ الٰہی روس منحوس کا ہندوستان میں قدم نہ آئے۔ آپ کے منجانب اللہ ہونے کی ایک زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ جب آپ نے دعائیں فرمائیں۔ اُس وقت روس ایک مذہبی ملک تھا۔ وہ خدا کا مقر تھا۔ کلیسیا کی حکومت کے جوئے کے نیچے تھا۔ ملک میں مذہبی آزادی تھی۔ خود روس میں اعلےٰ سے اعلےٰ حمائلیں چھاپ کر شائع کی جاتی تھیں۔ اس وقت کون جانتا تھا۔ کہ یہ ملک چند سالوں میں مذہبی جامہ اتار پھینکے گا۔ اور کلیسیا کی حکومت کے جوئے کے ماتحت نہ رہیگا۔ خدا کی ذات بابرکات کا منکر ہو جائیگا۔ مذہبیت اس کے اندر سے مفقود ہو جائے گی۔

پس ایسے وقت میں حضور کا خدائے برحق سے التجا کرنا کہ روس کا قدم ہندوستان میں نہ آئے۔ اور پھر آج روس کا ہمہ تن ظلم و تعدی بن جانا بڑی زبردست دلیل ہے اس بات کی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ دعائیں خدائے علیم و خبیر کے منشاء کے ماتحت تھیں۔ اگر آپ کی یہ پُر جوش اور عاجزانہ دعائیں شرف قبولیت پا کر روس کو ہندوستان سے نہ روکتیں۔ تو آج ہماری وہ ناگفتہ بہ حالت ہوتی۔ کہ خدا کی پناہ۔ ہم معترض اور مخالف مولویوں سے پوچھتے ہیں۔ اگر آج تم یہ خبر سنو۔ کہ روس ہندوستان کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے۔ اور برطانیہ کی فوجیں اس کو روکنے کے لئے سرحد پر جمع ہو رہی ہیں۔ تو خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر بتاؤ۔ کہ تم خدا کے حضور کیا دعا کرو گے۔ کیا یہ کہ برطانیہ مظفر و منصور ہو۔ یا یہ کہ روس ہندوستان پر قابض ہو جائے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ سب مخالف بالاتفاق کہیں گے۔ کہ روس کا غلبہ ہم ہرگز نہیں چاہتے۔ کیونکہ اس کی موجودہ حالت اس قابل نہیں۔ کہ وہ کسی غیر قوم پر حکومت کرے۔ اس کے جواب میں ہم یہی کہیں گے۔ کہ تم اس کی موجودہ حالت کو دیکھ کر ایسا کہتے ہو۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا کی عطا کردہ فراست یا اُس کے اظہار علی الغیب سے آج ۴۰ سے چالیس سال قبل روس کی موجودہ حالت کا نقشہ معلوم کر کے خدا سے گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ کہ الٰہی روس منحوس کا قدم ہندوستان میں نہ آئے۔ اور جو بات آج تم دیکھ رہے ہو۔ وہ حضور نے نصف صدی پیشتر

تمدنِ اسلام

جنگ کے متعلق اسلام کے احکام

انسانی تمدن کے کسی شعبہ پر نظر ڈالئے۔ صاف نظر آجائیگا۔ کہ اسلام نے اس کے اندر ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا ہے۔ اسلام سے پہلے کی حالت سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں وحشت و بربریت اور جہالت کا دور دورہ ہے۔ لیکن اسلام کے پیدا کردہ تغیر سے ایک خاص قسم کی شائستگی پیدا ہوگئی ہے۔

مذاہب عالم کی تاریخ کے مطالعہ سے یہ حقیقت پوری طرح برہن ہو جاتی ہے۔ کہ ذرا ذرا سے اختلاف کی بنا دپر ایک دوسرے کے ساتھ نہایت ناروا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ اور جب صلح کے وقت یہ حالت ہو۔ تو جنگ کے ایام میں جو شدائد و مظالم ہوتے ہوں گے۔ ان کا اندازہ نہایت آسانی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بعثت سے قبل عرب میں دشمنوں کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا۔ اس کی تفصیل مجمع الامثال کرمانی میں موجود ہے۔ جس کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان وحشیانہ مراسم میں سے چند ایک یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ تا جنگ کے متعلق اسلام نے جو ہدایات دیں۔ ان کی خوبی اور قدر و قیمت کا اندازہ کیا جا سکے۔

دشمنوں سے ہیبت ناک سلوک

عرب میں دستور تھا۔ کہ جو لوگ جنگ میں قید ہو کر آتے۔ انہیں قتل کر دیا جاتا۔ حتی کہ چھوٹے چھوٹے بچوں اور عورتوں کو بھی زندہ نہ چھوڑا جاتا تھا۔ عام طور پر جب دشمن غفلت یا نیند کی حالت میں ہوتا۔ تو حملہ کیا جاتا۔ اور بے خبری کی حالت میں قتل عام کر دیا جاتا۔ جو لوگ اس طریق جنگ میں ممتاز ہوتے۔ انہیں فاتک یا فتاک کہا جاتا تھا۔ زندہ انسانوں کو نہایت بے دردی سے آگ میں جلا دیا جاتا۔ عمرو بن ہند عرب کا ایک سردار تھا۔ قبیلہ بنو تمیم نے اس کے بھائی کو قتل کر ڈالا۔ تو اس نے ایک کے بدلے سو جانیں لینے کی قسم کھائی۔ اور بنو تمیم پر حملہ آور ہوا۔ مگر وہ اس کے خوف سے بھاگ گئے۔ ان کے قبیلہ کی صرف ایک بڑھیا اس کے ہاتھ آئی۔ جسے اس نے زندہ آگ میں ڈال دیا۔ سفاکی اور بربریت کا یہ عالم تھا۔ کہ کوئی راہبر وہاں آنکلا۔ اور کہنے لگا۔ میں کئی روز سے بھوکا ہوں۔ یہاں سے دھواں اٹھتا دیکھ کر کھانے کی کوئی چیز مل جانے کی امید پر آگیا ہوں۔ لیکن عمرو نے اس ناکردہ گناہ کو بھی آگ میں ڈلوا دیا۔ بچوں کو تیروں کا نشانہ بنا بنا کر مار دیتے۔ قتل کا ایک طریق یہ بھی تھا۔ کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء و جوارح کاٹ کر چھوڑ دیتے۔ تا مجروح تڑپ تڑپ کر مر جائے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ ستم تھا۔ کہ مردوں سے انتقام لینے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اور انسانی لاشوں کو نہایت بری طرح ذلیل کیا جاتا۔ مردوں کے ہاتھ پاؤں۔ ناک وغیرہ کاٹ دیتے۔ جیسا کہ جنگ احد میں ہندہ نے حضرت حمزہؓ اور دیگر شہداء کے ساتھ کیا۔ مقتول کا کلیجہ نکال کر چبا جاتے۔ منتیں مانی جاتی تھیں۔ کہ دشمن مغلوب ہوگا۔ تو اس کی کھوپڑی میں شراب پئیں گے۔ ان لوگوں کی درندگی کا یہ عالم تھا۔ کہ حاملہ عورتوں کے پیٹ چاک کر ڈالتے۔ اور پھر اس قسم کی سفاکی پر فخر کیا جاتا۔

دشمنوں کے متعلق اسلام کی تعلیم

ان وحشیانہ رسوم کو مدنظر رکھئے۔ اور پھر جنگ اور دشمنوں کے ساتھ سلوک کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو تعلیم پیش کی ہے۔ اس کا مطالعہ کیجئے۔ معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ رحمۃ للعالمین اخلاق کے کس بلند و بالا مقام پر کھڑا تھا۔ جس کے ذریعہ اسلام جیسی نعمت دنیا کو حاصل ہوئی۔ اور سچ تو یہ ہے کہ دنیا کے سامنے حقیقی تہذیب اور صحیح تمدن پیش کرنے والا اسلام اور صرف اسلام ہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے دشمن پر بے خبری کی حالت میں حملہ کرنے کی بالکل ممانعت کر دی تھی۔ جہاں بعض سرایا اور غزوات میں رات کے وقت دشمن پر حملہ کرنے کا ذکر ہے۔ لیکن اگر ان واقعات کا بالاستیعاب اور گہرے غور و فکر کے ساتھ مطالعہ کیا جائے۔ تو صاف معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ حملے صرف ان بدوی قبائل پر تھے۔ جو شرارت کرنے کے بعد جب مسلمانوں کی آمد کی اطلاع پاتے تو بھاگ کر پہاڑوں میں چھپ جاتے۔ اور پھر انہیں سزا نہیں دی جا سکتی تھی اس وجہ سے رات کے وقت ان پر حملہ کیا جاتا۔ ورنہ لڑائیوں میں اچانک حملہ کی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سخت ممانعت فرمائی تھی۔ بلکہ آپ کا حکم یہ ہے کہ جب تک دشمن حملہ نہ کرے۔ مسلمانوں کی طرف سے ابتداء نہ ہونی چاہیئے۔ چنانچہ فتح مکہ کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت خالد کو تیس آدمی دیکر بنو جذیمہ کی طرف دعوت اسلام کے لئے بھیجا۔ ابن سعد طبقات میں ہے بعثہ الی بنی جذیمۃ داعیاً الی الاسلام ولم یبعثہ مقاتلاً۔ مگر حضرت خالد نے جاکر ان لوگوں سے لڑائی کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جب یہ سنا۔ تو آپ کھڑے ہو گئے۔ اور قبلہ رو ہو کر فرمایا۔ اے خدا خالد نے جو کچھ کیا۔ میں اس سے بری ہوں۔ آپ نے یہ الفاظ تین بار فرمائے۔ اور پھر حضرت علیؓ کو ان کے پاس بھیجا۔ کہ جاکر ان کے ہر چھوٹے بڑے مقتول کا خون بہا ادا کریں۔ حتی کہ کتوں کا بھی ادا کیا گیا۔ اللہ اللہ کیا اعلیٰ انصاف ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جب کوئی فوجی مہم روانہ فرماتے۔ تو سپہ سالار کو جو احکام دیتے ان میں سے ایک نہایت اہم ابو داؤد کے الفاظ میں یہ ہے۔ لا تقتلوا شیخاً فانیاً ولا طفلاً ولا صغیراً ولا امراۃً [illegible]

یعنی آپ عورتوں۔ بچوں۔ بوڑھوں۔ اور نوکر۔ خدام وغیرہ کے لڑائی میں قتل کرنے کی سخت ممانعت فرماتے۔ غزوات میں اگر کسی عورت کی لاش پر آپ کی نظر پڑ جاتی تو آپ نے بہت خفگی کا اظہار فرمایا کہ تمہ عربوں میں دستور تھا۔ کہ دشمن کو باندھ کر تیروں کا نشانہ بناتے یا تلوار سے قتل کر دیتے۔ اس طریق کو صبر کہا جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس سے بھی سختی کے ساتھ روک دیا۔ ایک دفعہ حضرت خالد کے صاحبزادہ عبدالرحمن نے چند دشمنوں کو پکڑ کر اس طرح کیا۔ تو حضرت ایوب انصاری نے کہا۔ میں نے رسول اللہ سے سنا ہے۔ آپ اس سے منع کرتے تھے۔ خدا کی قسم میں مرغ کو بھی اس طرح مارنا جائز نہیں سمجھتا۔ عبدالرحمن نے توبہ کی۔ اور کفارہ کے طور پر چار غلام آزاد کئے۔

عہد کی پابندی

اسلام سے قبل لڑائیوں میں عہد کی کچھ پابندی نہ کی جاتی۔ مگر اسلام نے اس کی سخت تاکید فرمائی۔ قرآن کریم میں کئی بار اس کے متعلق حکم دیا ہے۔ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی میں اس کی بیسیوں مثالیں ملتی ہیں۔ کہ سخت سے سخت نقصان اٹھانے کے باوجود آپ نے عہد کی پابندی ضروری قرار دی۔ حذیفہ بن یمان مکہ سے ہجرت کرنا چاہتے تھے۔ کفار نے انہیں اس لئے پکڑ لیا۔ کہ تم یہاں سے جاکر پھر ہمارے مقابل پر لڑو گے۔ انہوں نے کہا۔ میں صرف نقل مکانی چاہتا ہوں تم سے لڑائی نہیں کروں گا۔ جنگ بدر میں جب انہوں نے شرکت کی خواہش کی۔ تو رسول کریم نے فرمایا۔ تم معاہدہ کر چکے ہو۔ اسی طرح قریش کا ایک قاصد ابو رافع مدینہ میں آکر مسلمان ہو گیا۔ اور کفار میں واپس جانے سے انکار کر دیا۔ مگر آپ نے فرمایا۔ قاصد کا روکنا عہد کے خلاف ہے۔ اس لئے خواہ کچھ ہو۔ واپس جاؤ۔

قیدیوں سے سلوک

اسلام سے قبل قاصدوں کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی ممانعت فرمائی۔ اسیران جنگ سے بدسلوکی سے آپ نے منع فرمایا۔ اور تاکید کی۔ کہ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہنچنے پائے۔ اسیران بدر کے متعلق آپ نے صحابہ کو بہت تاکید فرمائی۔ چنانچہ صحابہ خود کھجوریں کھا کر گذارہ کرتے اور اپنے قیدیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ غزوہ حنین میں چھ ہزار اسیر تھے۔ آپ نے سب کو رہا کر دیا۔ ہر ایک کو ایک ایک جوڑہ کپڑوں کا دیا۔

یہ وہ مختصر احکام جنگ ہیں۔ جو انتہائی جہالت اور تاریکی کے زمانہ میں نبی اُمّی فداہ ابی و امی نے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اور اس زمانہ کی مہذب اقوام اگرچہ ان میں سے اکثر عیسائی ہیں۔ بلکہ بعض [illegible] اخلاق کی اسی قدر بلندی [illegible]

پادری برکت اللہ صاحب کا آخری جواب

پادری صاحبان نے ہتھیار ڈال دیئے

"نور افشاں" مورخہ ۱۷۔ جولائی ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں ایک اشتہار بعنوان "مکتوب مفتوح ثانی بنام خلیفہ قادیانی" میری نظر سے گزرا۔ اس میں پادری برکت اللہ صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو مخاطب کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اعلان کیا ہے:۔

"آپ نے اس بحث کو ابتدائی منازل سے آگے بڑھنے ہی نہیں دیا۔ اب ہم اس معاملہ کو طول دینا نہیں چاہتے۔ لہذا اس ناگوار قصہ کو یہیں ختم کرتے ہیں۔ ہاں اگر آپ خود کسی وقت اس معاملہ کو پھر شروع کرنا چاہیں۔ تو ہم صراطِ مستقیم دکھانے کے لئے حاضر ہیں"

پادری صاحب کا یہ اعلان درحقیقت ہتھیار ڈالنے کے مترادف ہے۔ اور ہر عقلمند خوب سمجھتا ہے۔ کہ وہ اپنے چیلنج کے بھنور میں ایسے گھرے ہیں۔ کہ مخلصی کی راہ انہیں سوائے اس کے اور کوئی نظر نہیں آتی۔ کہ اس "ناگوار قصہ" کو ختم کرنے کا اعلان کر دیں۔ اپنوں نے بھی اُن کو ملامت کی۔ اور غیروں نے بھی۔ امرتسر کے اجلاس خاص میں پادری جوالا سنگھ صاحب کی طرف سے جو مایوس کن جواب دیا گیا تھا۔ اس کا ذکر الفضل کی اشاعت مورخہ ۱۶۔ جولائی میں گزر چکا ہے۔ چاروں طرف سے ملامتوں کی جو بوچھاڑ اُن پر پڑی ہے۔ بجائے اس کے کہ وہ اُن کی رگِ حمیت کو بیدار کرتی۔ اُس نے اُن پر فالج گرا دیا ہے۔ اور ان کی غیرت نے بھی ان کو جواب دے دیا ہے۔ یہ وہ تلخ حقیقت ہے جس کا اعتراف انہوں نے اپنے اس آخری اعلان میں کیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ اُن کے نام پر روز کسی نہ کسی جگہ سے خط آتے رہے۔ مگر باوجود اس کے وہ مجھے یقین دلاتے ہیں۔ کہ اگر ایسے ہزاروں خطوط بھی اُن کو ملیں۔ تو وہ اُن کو مطلقاً قابل توجہ نہیں سمجھیں گے۔ ہمیں یہ یقین دلانے کی کیا ضرورت ہے۔ ہم تو اسی دن سے یہ یقین کئے ہوئے ہیں۔ کہ آپ میدان مناظرہ میں ہرگز نہیں نکلیں گے۔ جب سے آپ کا اعلان چیلنج پڑھا ہے۔ چاروں طرف کی تحریکات کا بے اثر ہونا ہی کافی دلیل ہے۔ کہ پادری صاحبان کی رگوں میں خون منجمد ہے۔ اور اُن کے لئے احمدیت کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے:۔

اس مکتوب ثانی میں پادری برکت اللہ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ یہ خطوط میری تحریک کے ماتحت لکھے جا رہے ہیں اور افشائے راز کے جلی عنوان کے ماتحت فنِ تجسس و تحری میں اپنے کمال لیاقت کی داد لینا چاہتے ہیں۔ مگر اس میں راز کی بات ہی کیا ہے۔ میں نے علی الاعلان بذریعہ اخبار نیز بذریعہ خطوط جتایا کہ پادری برکت اللہ صاحب کو تحریک کی۔ کہ وہ میدان مناظرہ میں نکلیں۔ اسی طرح پبلک کو بھی تحریک کی۔ کہ وہ پادری صاحب کو ترغیب دے کر مناظرہ کے لئے میدان میں نکالے۔ جو خط میں نے پادری برکت اللہ صاحب کو لکھے وہ انہوں نے "مکتوب مفتوح ثانی" میں درج کر دیئے ہیں۔ اور وہ سب اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ہم دل سے چاہتے ہیں۔ کہ احمدیت اور عیسائیت کے مابین فیصلہ کن مناظرہ ہو جائے۔ اور میں اپنا وہ خط یہاں ذیل میں درج کرتا ہوں۔ کہ جو میں نے اپنے سیکرٹریوں کو لکھا۔ اور وہ یہ ہے:۔

"برادرم مکرم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پادری برکت اللہ صاحب عیسائیوں کی طرف سے ہمیں چیلنج دے کر میدانِ مناظرہ سے فرار کر رہے ہیں۔ لہذا سیکرٹریان تبلیغ اور انصار اللہ کو چاہیئے۔ کہ وہ ان کے اس فرار کی اشاعت کو خوب گرمائیں (شاید کہ اُن کی رگِ حمیت میں حرارت پیدا ہو جائے) اور غیر احمدیوں اور عیسائیوں کو قائل کر کے پادری برکت اللہ صاحب فتح گڑھ چوڑیاں اور ایڈیٹر "نور افشاں" لاہور کو فرداً فرداً لکھیں۔ کہ وہ میدان مناظرہ سے نہ ہٹیں۔ اور جرأت سے کام لیں۔ مناظرہ کی طرح حقوقِ مساوات پر مبنی ہونی چاہیئے"

یہ ہے وہ خط۔ جو میں نے اپنے سیکرٹری صاحبان کو لکھا۔ اس میں راز کی بات اگر ہے۔ تو یہ۔ کہ ہم صدقِ دل سے چاہتے ہیں۔ کہ پادری صاحبان میدان مناظرہ میں نکلیں۔ اور ہم چاروں طرف سے منت و سماجت اور ترغیب و ترہیب کے خطوط لکھوا کر ان کو مناظرہ کے لئے تیار کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر وہ ہیں۔ کہ مانتے ہی نہیں۔ فرماتے ہیں۔ اگر ایسے ہزاروں خطوط بھی آ جائیں۔ تو وہ اُن کو قابلِ توجہ نہیں سمجھیں گے۔ اور اس پر طرفہ یہ کہ ایک دوسرا چیلنج "نور افشاں" مورخہ ۲۴۔ جولائی ۱۹۳۱ء کی اشاعت میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام پادری سلطان محمد صاحب افغان ایڈیٹر "نور افشاں" کی طرف سے شائع کیا گیا ہے جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"اگر وہ ذیل کے مضمون پر دستخط کر کے میرے پاس بھیج دیں۔ تو جس شخص کے ساتھ وہ کہہ دیں۔ انہی مضامین پر جن کا ذکر مکتوب مفتوح نمبر اول میں ہے۔ تحریری مباحثہ کرنے کے لئے شرائط مباحثہ کے طے ہونے کے بعد تیار ہوں"

اس اقرار کے الفاظ وہ یہ تجویز کرتے ہیں:۔

"میں فلاں ابن فلاں جو فرقہ قادیانیہ کا موجودہ اور مسلمہ خلیفہ ہوں۔ پادری برکت اللہ صاحب کے دونوں خطوں کو جو میرے نام پر ہیں۔ پڑھا۔ میں بذاتِ خود مسیح ناصری کے سچے متبعین کے ساتھ مسائل مذکورہ پر مباحثہ کرنے کی لیاقت نہیں رکھتا ہوں۔ البتہ میں اپنے بعوض میں فلاں ابن فلاں کو مباحث مقرر کرتا ہوں۔ کہ وہ مسیحیوں کے ساتھ تحریری مباحثہ کرے۔ میرے معاوض کے تمام الفاظ اور دلائل میرے الفاظ اور دلائل ہونگے۔ اس کی شکست میری شکست اور اس کی فتح میری فتح ہوگی"

ناظرین کرام پہلے چیلنج میں صلیب پرستوں نے فراری کے لئے یہ راہ اختیار کی تھی۔ کہ ہمیں مساوی حقوق سے یہ کہکر محروم کر دیا۔ کہ تم نہ اپنا مناظر منتخب کر سکتے ہو اور نہ ہمارا۔ اور ہم اپنا مناظر بھی نامزد کریں گے۔ اور تمہارا بھی۔ اب فراری کی یہ راہ اختیار کی ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لکھ دیں۔ وہ مناظرہ کی قابلیت نہیں رکھتے۔ مگر اس امر کا انہیں اس وقت تک انتظار کرنا چاہیئے۔ جبکہ کلکتہ کے لارڈ بشپ جناب مولوی فخر الدین صاحب کے چیلنج کے جواب کا ان الفاظ میں اعلان فرمائیں۔ کہ میں نالائق محض ہوں۔ اور مولوی صاحب موصوف کے ساتھ مناظرہ کی تاب نہیں رکھتا۔ میں اپنی شکست کا اعلان کرتا ہوں اور اپنے روحانی بیٹوں سے ملتجی ہوں۔ کہ وہ میری نااہلیت پر پردہ ڈالنے کے لئے میدانِ مناظرہ میں نکلیں۔

پادری صاحبان گریبان میں منہ ڈال کر اپنے اس اعلان کو پڑھیں اور ذرا انصاف سے کام لیں۔ ساری دنیا اُن کی حقیقت سے آگاہ ہو چکی ہے:۔

مجھے افسوس ہے۔ کہ اپنے "مکتوب مفتوح ثانی" میں پادری برکت اللہ صاحب نے ایک جھوٹی بات کی تائید کر کے میرے اس حسن ظن کی بے قدری کی ہے۔ جو مجھے بوجہ اُن کی پیران سالی کے تھا۔ وہ لکھتے ہیں۔ لیکھو صوبیدار کسی فوج کی طرف سے وہ خط نہیں تھا جو ان کو بھیجا گیا تھا۔ اور جس کی نقل میں نے الفضل میں شائع کی تھی۔ میں نے اُن سے مطالبہ کیا تھا۔ کہ وہ قسم کھا کر اعلان کریں۔ کہ وہ خط اس کی طرف سے نہیں تھا۔ انہوں نے قسم نہیں کھائی۔ اور ادھر اُدھر کی باتوں سے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنا چاہا ہے۔ چلو قسم نہ کھائیں۔ اور نہ میں اب اُن کو قسم کے لئے کہتا ہوں۔ میں اُن کے سامنے ایک اور تجویز پیش کرتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ وہ کورٹ میں بذاتِ خود یا بذریعہ لیکھو صوبیدار چارہ جوئی کریں۔ کہ جس خط کا میں نے حوالہ دیا۔ وہ جعلی ہے۔ اور وہ اس کی طرف سے نہ تھا۔ میرے یا میرے سکرٹری صاحب کے خلاف مقدمہ چلائیں اور پھر دیکھیں کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ چلو اسی ایک تجویز پر ہمارے اس جھگڑے کا فیصلہ

لیکن اگر یہ ثابت ہوگیا۔ کہ یہ خط جس میں ان کے غلط رویہ کا اظہار کیا گیا تھا۔ صوبہ دار مذکور اور اس کے عیسائی ساتھیوں کی طرف سے تھا۔ تو پھر ان کا فرض ہوگا۔ کہ خود میدان مناظرہ میں نکلیں۔ اور اگر انہوں نے جیسا کہ مکتوب مفتوح ثانی میں اعلان کیا ہے۔ کہ اگر ہزار خطوط بھی آپ کو لکھیں جائیں۔ ٹس سے مس نہ ہوں گے۔ تو پھر ان جھوٹی باتوں سے فائدہ کیا۔ خواہ آپ کو صوبہ دار بھو لکھے یا گیان مسیح خطیب۔ یا مسٹر ڈی لونرا۔ صوبہ دار بھو کے متعلق تو یہ بہانہ بنا لیا گیا۔ کہ وہ ان پڑھ ہے۔ دستخط نہیں کر سکتا۔ کسی اور نے لکھا ہے۔ میں آپ کے لئے ان دو موخر الذکر عیسائیوں کے خطوط کی نقل جو ان کے اپنے دستخط سے مجھے پہنچی ہے۔ ذیل میں شائع کرتا ہوں۔ اور پھر دیکھتا ہوں۔ کہ اب بھی آپ میدان مناظرہ میں خود نکلتے ہیں۔ یا کسی اپنے مایہ ناز پادری کو نکالتے ہیں۔ یہ وہ خطوط ہیں جو آپ کو براہ راست لکھے گئے۔ اور ان کی نقل مجھے بھیجی گئی۔ ایک ان میں سے وہ خط ہے۔ کہ جو میری اس تحریک سے بہت پہلے کا ہے۔ جو میں نے اپنے سکرٹریوں کو کی۔

"بخدمت پادری برکت اللہ صاحب و ایڈیٹر نور افشان"

آپ کا چیلنج مختلف اخبارات میں شائع ہوا۔ جس سے ہمیں یہ خیال پیدا ہوا تھا۔ کہ پادری صاحبان میدان مناظرہ میں آکر مسیح کی الوہیت وغیرہ کی حقیقت کو ظاہر کرینگے۔ مگر کس قدر حیرانی کا مقام ہے۔ کہ آپ چیلنج دینے کے بعد مناظرہ سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ اور حیلے بہانے بنا کر اس تلخ پیالہ کو ٹالنے میں لگے ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مناظرہ سے قبل ہی آپ کو اپنی کمزوری کا احساس ہوگیا ہے۔۔۔۔ الخ

یہ خط جس سے اقتباس لیا گیا ہے۔ لمبا ہے۔ سارا نقل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ جبکہ پادری برکت اللہ صاحب نے شروع ہی سے ٹھان لی ہے۔ کہ مناظرہ نہیں کرنا۔ اور اس سے بھاگنے کی راہ پہلے ہی سے سوچ لیتے ہیں۔ پھر جس اپنے مایۂ ناز مناظر کو یعنی پادری سلطان محمد صاحب ایڈیٹر نور افشاں کو اپنے چیلنج میں پیش کیا تھا۔ انھوں نے بھی میدان مناظرہ میں دریچہ سے جھانکتے وقت سو سو تدبیریں ابھی سے سوچ لی ہیں۔ ناظرین کرام ان کے دوسرے چیلنج کی شرط خاصکر اس کی خط کشیدہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں۔ کہ وہ ان کے کن ہواجس قلب کا افشا کر رہی ہیں۔ دوسرے خط کی نقل بھی ملاحظہ کے لئے درج ذیل ہے۔ یہ خط متعدد عیسائیوں کی طرف سے ہے۔ ان کے دستخطوں کے ساتھ ہے اور میرے نام ہے۔

بخدمت جناب ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ سلسلہ احمدیہ قادیان

گزارش ہے۔ کہ شاہ پور کے عیسائیوں کی طرف سے جو چٹھی پادری برکت اللہ صاحب کو لکھی گئی تھی۔ وہ درست ہے۔ ہمیں بھی اس کا علم ہے۔ اب سننے میں آیا ہے۔ کہ پادری صاحب بجائے مناظرہ کے لئے نکلنے کے کئی حیلے بنا رہے ہیں۔ اس چٹھی کی اصل غرض یہ ہے۔ کہ حق ظاہر ہو جائے۔ اب پادری صاحب کیوں اس چٹھی کو جعلی ثابت کرنے کی بے سود کوشش کر رہے ہیں۔ اگر وہ چٹھی جعلی تھی۔ تو اب ہم بذریعہ اس چٹھی کے پادری صاحب سے مؤدبانہ گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ سچائی ظاہر کرنے کے لئے ضرور جس طرح بھی ہو سکے۔ مناظرہ کرنے کی تکلیف گوارا فرما کر مشکوک طبائع کو مطمئن فرمائیں۔

مہتاب مسیح۔ میر داد مسیح۔ جواہر مسیح۔ دیوان مسیح۔ گیان مسیح بقلم خود۔

اگر اب بھی تسلی نہ ہو۔ تو اور مسیحی صاحبان کی چٹھیاں نقل کی جا سکتی ہیں۔ بشرطیکہ کوئی معتدبہ فائدہ اس سے مقصود ہو۔ اور اگر آپ میدان مناظرہ میں جیسا کہ آپ کو مشورہ دیا گیا ہے۔ احمدیت کے مقابل اپنی عیسائیت کو لانا ہی نہیں چاہتے تو پھر ان جھوٹے داؤ و فریب سے فائدہ ہی کیا۔ غیر بھی آپ کو ملامت کر رہے ہیں۔ اور اپنے بھی۔ اور شاید آپ کا نفس بھی۔

نوٹ۔ محولہ بالا خط جس کا ذکر موخر الذکر خط میں ہے وہ پادری برکت اللہ صاحب۔ اور ایڈیٹر صاحب نور افشان کے نام مورخہ ۲۰ مئی ۱۹۳۱ء کو عیسائیوں کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔ اور سکرٹریان تبلیغ کے نام میری تحریک ۹ جون ۱۹۳۱ء کو پریس میں طبع ہو کر جاتی ہے۔ اس لئے پادری برکت اللہ صاحب کا مجھ سے یہ گلہ کرنا بے جا ہے۔ کہ یہ خط میری تحریک کے ماتحت ان کو لکھا گیا تھا۔ خاکسار

(زین العابدین ولی اللہ۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

سرینگر میں مسلمان خواتین کا جلوس روک دیا گیا

۲۷ جولائی ۱۹۳۱ء بوقت ۹ بجے صبح سری نگر کی تعلیم یافتہ اور غیر تعلیم یافتہ مستورات زیارت خواجہ نقشبند میں جہاں پولیس اور فوج کے ہاتھوں موت کا پیالہ پینے والے مسلمان دفن کئے گئے ہیں۔ جمع ہوگئیں۔ اندازہ لگایا گیا کہ سات ہزار مستورات کا اجتماع تھا۔ تعلیم یافتہ عورتوں نے نہایت جوش سے موجودہ حالات پر تقریریں کیں۔ جن میں بیان کیا۔ کہ توہین مذہب کے جو واقعات پچھلے ہفتوں میں ہوئے۔ ان کی طرف حکومت نے التفات نہیں کی۔ کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ کیا یہی مذہبی آزادی ہے۔ کہ مسجدوں میں بھی تقریر کو بند کر دیا گیا ہے۔ پھر ہمارے کئی ایک بھائی اور عزیز گولیوں سے ہلاک کر کے قبروں میں سُلائے گئے ہیں۔ اور بہت سے جیلخانوں کی تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ ہم ریاست کے عمال کے ظالمانہ طریقوں سے بے حد تنگ ہیں۔ اگر ہم سے انصاف نہ کیا گیا۔ تو ہمارا بچہ بچہ جیلخانوں میں جانے کے لئے تیار ہے۔ ملٹری والے شب و روز پڑتال کرتے رہتے ہیں۔ اور گھروں میں گھس جاتے ہیں۔ ہم ان کے بارے میں مہاراجہ بہادر سے کہتی ہیں۔ کہ اس خرابی کا انسداد کریں۔ ورنہ ہمارا اس ریاست میں رہنا مشکل ہے۔

تقریریں ختم ہونے کے بعد مستورات کا جلوس شہر کے بازاروں میں ماتم کرتا ہوا پھرا جس کے آگے اور پیچھے مسلح فوج اور پولیس تھی۔ جو جلوس منتشر کرنا چاہتی تھی۔ لیکن خواتین نہایت بہادرانہ طور پر آگے بڑھ رہی تھیں۔ آخر ایک دو فرلانگ آگے چلکر جبر سے کام لیا گیا۔ آگے جانے سے روک دیا گیا۔ اور محلہ شمس واری میں عورتوں کو منتشر کر دیا گیا۔ پھر خانقاہ معلےٰ میں مستورات کا اجتماع ہوگیا۔ اسے بھی پولیس نے منتشر کر دیا۔ (نامہ نگار از سری نگر)

مولوی محمد علی صاحب کو اطلاع

مکرمی جناب مولوی محمد علی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

قبل ازیں خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت آپ کے ہاتھ پر کی تھی۔ مگر خلافت کے متعلق تحقیق کرتا رہا۔ اب مطالعہ کتب اور دعاؤں سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ کہ خلافت بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ضروری ہے۔ اور آپ کی تعلیم اور منشاء کے عین مطابق ہے۔ نیز یہ کہ خلافت ثانیہ برحق ہے۔ اس لئے آج سے بیعت خلافت قبول کرتا ہوں۔ اور آپ کے تعلق سے سبکدوش ہوتا ہوں۔ مہربانی فرما کر میرا تعلق منقطع خیال فرمائیں۔

(خاکسار غلام رسول کلرک ڈاکخانہ سرگودھا)

محکمہ ڈاک کے مسلمان ملازمین کا وفد

مجھے ذمہ دارانہ طور پر اطلاع دی گئی ہے۔ کہ لیجسلیٹو اسمبلی کے بعض ممبر کردہ مسلم ممبروں کا ایک وفد سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صاحب پریذیڈنٹ آل انڈیا مسلم پوسٹل اینڈ آر۔ ایم۔ ایس یونین کی قیادت میں گورنمنٹ ہند کے محکمہ لیبر و انڈسٹریز کے انچارج ممبر سے بمقام شملہ ماہ ستمبر میں ملاقات کر کے پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف ڈیپارٹمنٹ کے مسلم ملازمین کی شکایات کو آنریبل ممبر کے سامنے پیش کریگا۔ اور دیگر امور کے علاوہ گورنمنٹ پر زور دیگا۔ کہ وہ یونین ہذا کو تسلیم کرے۔

عراق ریلوے

اسلام کے مقدس مقامات۔ نجف۔ کربلا۔ بغداد۔ کاظمین اور سمارہ کی زیارت کے لئے عراق ریلوے سب سے زیادہ آرام دہ سب سے زیادہ کم فاصلہ اور سب سے زیادہ کم خرچ راستہ ہے۔ مکہ۔ مدینہ اور مشہد کو جاتے ہوئے یا واپس آتے ہوئے عراق کے مقدس مقامات کی زیارت کریں۔ اور اس طرح دو مختلف زیارتوں کے اخراجات سے بچیں۔ زائرین کیلئے خاص سہولتیں اور تخفیف شدہ کرائے رکھے گئے ہیں سپیشل کوپن ٹکٹ جو ایک سو پچاس یوم کے لئے قابل استعمال ہوتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ پچاس کلو وزن بھی لے جایا جاسکتا ہے حسب ذیل شرح پر دستیاب ہو سکتے ہیں:

بصرہ سے کربلا۔ وہاں سے کاظمین (بغداد) اور واپسی بصرہ سیکنڈ کلاس۔ ۱۸/۱۳/۴ تھرڈ کلاس۔ ۱-۱-۳۰ مذکورہ بالا میں اگر سمارہ اور وہاں سے واپسی بھی شامل کی جائے۔ تو سیکنڈ کلاس ۲۷/۸/۱ تھرڈ ۱-۱-۳۲ :-

تین سال سے کم عمر کے بچے مفت اور ۱۲ سال سے کم عمر کیلئے نصف کرایہ عراق کے کسی اسٹیشن تک جانے اور آنے کے لئے یکطرفہ ٹکٹ بھی مل سکتے ہیں۔ بصرہ سے کربلا بیس گھنٹہ کا راستہ ہے اور بصرہ سے بغداد ۱۶½ گھنٹہ کا۔ تمام اہم مقامات مقدسہ کے درمیان روزانہ گاڑیاں چلتی ہیں :-

بغداد سے براستہ موصل (نینویٰ یونس) اور نصیبین۔ الیپو تک پھر وہاں سے استنبول براستہ دمشق یروشلم۔ پورٹ سعید۔ قاہرہ اور سویز سے جدہ۔ مکہ مدینہ جانے کے لئے اول اور دوم درجہ مسافروں کے لئے ہفتہ میں دو بار مشترکہ گاڑی اور موٹر سروس کا انتظام ہے۔ ٹکٹ۔ مفت پمفلٹ۔ اور تمام معلومات حسب ذیل پتوں سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ :-

(۱) مولوی محمد باقر حاجی دیوجی کا مسافر خانہ جیل روڈ عمر کھاڑی بمبئی
(۲) مسٹر اے۔ ای۔ پوپٹ کوئی دادا۔ مانڈوی بمبئی
(۳) آنریری سکرٹری فیض پنجتن۔ پالاگلی۔ بمبئی
(۴) مسٹر حبیب حاجی۔ رحمۃ اللہ کھارا ڈور کراچی
(۵) مسٹر عبد العلی۔ علی جی۔ بنپیر روڈ کراچی
(۶) آنریری سکرٹری فیض پنجتن گوڈی گارڈن کراچی
(۷) میسرز مرزا چودھری اینڈ کمپنی۔ پی۔ او بکس ۱۷۹ لاہور
(۸) میسرز نظامیہ مسلم ایکسپریس کمپنی نداداول ادحیدرآباد دکن

یا

دی ایجنٹ گورنمنٹ ریلویز عراق امر چند بلڈنگ بیلرڈ سٹیٹ بمبئی

محافظ اٹھرا گولیاں

گورنمنٹ سے رجسٹری شدہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی
قادیاں۔ پنجاب

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولوی نورالدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب محافظ اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ عـہ :-

شروع حمل سے آخر رضاعت تک قریباً ۱۱ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائے گا :-

حب مقوی اعصاب

فولادی گولیاں

یہ گولیاں پٹھوں کو قوت دیتی ہیں۔ بدن کی عام کمزوری کو دور کرتی ہیں۔ جوڑوں کا درد۔ درد کمر۔ تمام بدن کا درد۔ ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتا ہے۔ یہ گولیاں خون پیدا کرنے چست و توانا بنانے۔ رنگ سرخ کرنے کے علاوہ دماغ کے لئے خاص علاج ہیں :-

قیمت پچیس گولیاں ایک روپیہ عـہ

ملنے کا پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان

اشتہار

طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ تعطیلات کلاں کے بعد ۸ ستمبر ۱۹۳۱ء کو کھلے گا اور ۸ ستمبر سے ۲۸ ستمبر یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء تک فرسٹ ایر کلاس میں داخل ہونے والے طلباء کا داخلہ ہوگا :-

درخواست داخلہ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۱ء تک پرنسپل طبیہ کالج کے پاس پہونچ جانی چاہیئے۔ مذکورہ بالا تاریخ کے بعد کوئی درخواست نہیں لی جائے گی :-

پرنسپل طبیہ کالج علیگڈھ

ضرورت ملازمت

میں ریاست بھوپال اور دیگر مقامات کے علاوہ برطانوی ہند میں بھی سرکاری ملازمت کر چکا ہوں۔ دیگر مشینری کے کام کی قابلیت کے علاوہ جملہ اقسام موٹر کا کام۔ آئس پلانٹ۔ ورکشاپ فورمین واٹر ورکس وغیرہ کام بھی جانتا ہوں :-

احمدی بھائی حسب ذیل پتہ پر خط و کتابت کر کے میری خدمات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں :-

بندہ علی رضا احمدی مکینکل انجینیر معرفت سید احمد صاحب وکیل۔ رامپور ریاست

صابون بنانا سیکھ لو

چھ روپے من کا ہم وہ صابون آپ کو سکھائیں گے۔ جو سولہ روپے من آپ باسانی فروخت کر کے دس روپے منافع کھلا حاصل کر لیں گے۔ بعض لوگوں کی بیسیوں من صابون کی روزانہ فروخت ہے جنہوں نے تھوڑا عرصہ قبل چند پیسوں سے ابتداء کی تھی۔ صرف دس سیر صابون روزانہ بیچ لینا ڈھائی روپے کی کمائی ہے۔ جس کے سامنے پچاس روپے کی ملازمت بالکل ہیچ ہے۔

ہمتِ مرداں مددِ خدا

دس سیر چیز ہی کیا ہے۔ معمولی قصبہ میں ایک دو من مال جوان آدمی روزانہ کھپا سکتا ہے۔ اس لئے بے روزگار بھائیوں کو ہمارا ہمدردانہ مشورہ ہے کہ ہم سے نہایت اعلیٰ اور کارآمد پُر منافع بالکل بے نقص اعلیٰ سہل اور سستے صابون بنانا سیکھ لیں۔ اس سے بفضلہ تعالیٰ سب پریشانیاں جاتی رہینگی۔ گزشتہ آٹھ سال میں سیکھنے والے معزز احباب سلسلہ کی زبردست سندات ہمارے پاس محفوظ ہیں جن کو شائع کرانے کی گنجائش نہیں۔ اعتبار نہ آوے۔ تو نقول منگوا کر تسلی کر لیں۔ یہ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ انشاء اللہ یہ خاص نسخے آپ کو بڑا روپیہ خرچ کرنے سے بھی دستیاب ہونے مشکل ہیں مگر ہمت باندھ کر صبر و استقلال سے پانچ روپیہ کے معمولی سرمایہ سے آپ بسم اللہ کر کے شروع کر دیں۔ نتیجہ آپ کو پہلے ہی ماہ خوش کر دیگا۔ ہمت آپ کا کام ہے فضل منجانب اللہ ہے۔ اور صابون انگریزی۔ دیسی کے عجائب معرکہ کے نادر و نایاب کل نسخہ جات سکھا دینا ہمارا ذمہ۔ دعویٰ خلاف تحریر ثابت ہوا۔ تو واپسی فیس کا وعدہ سچا نسخہ جات چار روپے فیس میں بذریعہ وی پی بھیجے جائینگے:

مینیجر کوہ نور سوپ ٹریننگ سکول لال کرتی میرٹھ

بے روزگاری سے نجات

اگر آپ کم سرمایہ سے معقول منافع چاہتے ہیں۔ تو ہم سے چین۔ جاپان۔ فرانس۔ یورپ۔ امریکہ اور ہندوستانی ملوں کے تازہ چالان کے بالکل نئے اور دلکش نہایت ہی دلفریب ڈیزائن کے پارچہ جات سالم تھان اور کٹ پیس منگوا کر تجارت کریں۔

سینل کی گانٹھ پچاس روپے میں بھیجی جاتی ہے۔ اس سے یکصد روپے کے کپڑے تیار ہو سکتے ہیں تجارت پیشہ لوگ کی گانٹھیں تھوک نرخ اٹھائیں۔ بڑے سربند گانٹھیں ساڑھے یا زائد کی رعایتی نرخ کمپنی سے ایسا مال

پُرانے کوٹوں کا موسم آ رہا ہے۔ ابھی سے آرڈر بھیجیں تاکہ وقت پر مال گاڑی سے مال آسانی سے پہنچ جائے۔ جملہ گانٹھیں امریکہ کی سربند ہونگی۔ مال نہایت عمدہ نئے کے برابر ہوگا۔

دو صد یا زائد روپے پر طلب کر کے فائدہ بیوپاری ولایتی چار صد روپے پر طلب کریں۔ کسی اسی نرخ پر نہیں ملیگا۔

مال گاڑی کا پورا کرایہ پارچات یا کوٹوں کا بذمہ کمپنی ہوگا۔ برساتی کوٹ نئے عمدہ درجہ دوم ساڑھے سات روپے فی عدد اور درجہ اول ۹ روپے ۱۲ / فی عدد کے حساب سے طلب کریں:

جملہ آرڈروں کے ہمراہ پچیس فیصدی کے حساب سے رقم پیشگی آنی لازمی ہے۔ بوٹوں اور سیدوں کے خریدار بھی خط وکتابت کریں معقول تنخواہ اور کمیشن پر با اقتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔ جو تھوڑا بہت سرمایہ رکھتے ہوں۔ نیک نیتی سے روزگار کرنے والے فوراً معاملہ طے کر لیں:

دی اینگلو امریکن ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ برانچ آفس بمبئی نمبر ۸

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کا خاندان تو موتی سرمہ ہی پسند کرتا ہے

ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ خارش چشم۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیا بند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ حضرت حکیم الامۃ نورالدین رضؓ کے صاحبزادگان تحریر فرماتے ہیں۔ کہ

پچھلے دنوں عزیز عبدالباسط کو آشوب چشم اور ککروں کی تکلیف تھی۔ اس سے قبل اور بھی کئی ایک ادویہ استعمال کی گئیں۔ کوئی فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کا موتی سرمہ بہت مفید اور کامیاب رہا۔ درحقیقت یہ بہت ہی قابل قدر چیز ہے۔" اس سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ حضرت حکیم الامۃ کا اصل نسخہ کس کے پاس ہے۔ اور پھر کون اسے زیادہ احتیاط سے تیار کرتا ہے۔ اور آپ کا خاندان مبارک کس سرمہ کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا آپ کو بھی یہی بہترین مفید اور مقبول عام موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

امراضِ معدہ کا موسم

آج کل امراض معدہ و پیٹ کا موسم ہے۔ اور ان میں سب سے خوفناک ہیضہ ہے۔ لہذا ہماری ساختہ مشہور اور مقبول عام دوا "اکسیر معدہ" ہیضہ۔ بدہضمی۔ کمی بھوک۔ درد شکم۔ اپھارہ۔ باؤگولہ۔ پیٹ کا گڑگڑانا۔ کھٹی ڈکاریں۔ قے وجی کا متلانا۔ جگر و تلی کا بڑھ جانا قبض و اسہال۔ ریاح کے لئے تیر بہدف اور بہترین حفظ ماتقدم و کامیاب علاج ہے۔ ایڈیٹر صاحب فاروق اور مولانا نیر صاحب نے بعد از استعمال بہت پسند فرمایا قیمت فی شیشی ۲/ روپے جو مدت کیلئے کافی ہے۔ محصول ڈاک علاوہ۔

اکسیر البدن کے استعمال سے زمانۂ شباب یاد آگیا

جناب سید حبیب الرحمٰن صاحب احمدی عرف شاہ ابراہیم صاحب قادری جاگیردار ضلع ناندیڑ (دکن) تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کی مرسلہ اکسیر البدن کو استعمال کیا۔ حقیقتاً بہترین چیز ہے۔ اگرچہ میری عمر ۴۲ سال ہے۔ مگر اکسیر البدن کے استعمال سے زمانۂ شباب یاد آگیا۔ میں نے اپنے دیگر اصحاب کے لئے بھی منگوائی وہ بھی بہت مداح ہیں":

یقیناً اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی بہترین مقوی دوا ہے۔ جو جملہ دماغی اور جسمانی اعصابی کمزوریوں کو دور کرنے کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانے میں لاثانی ہے۔ اگر آپ کو اپنی صحت کی کچھ بھی فکر ہے تو فی الفور اس کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔

موسم برسات میں ملیریا کی عام شکایت شروع ہو جاتی ہے۔ یہ دوا بہترین مقوی ہونے کے علاوہ ظالم ملیریا جو انسانی صحت کا ستیاناس کر دیتا ہے۔ کو روکنے اور اس سے پیدا شدہ کمزوری و عوارض کو دور کرنے کے لئے بھی تیر بہدف ہے۔ چنانچہ **شیخ فخرالدین صاحب زمیندار** کورائی سے لکھتے ہیں۔ کہ اکسیر البدن ملیریا میں بہت مفید ثابت ہوئی۔ سب کمزوری جاتی رہی۔ ایک شیشی اور بھیجیں۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک پانچ روپے۔ محصول ڈاک علاوہ:

ملنے کا پتہ

مینیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— ۲۹ جولائی کو بنگال کونسل میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوم ممبر نے کہا۔ جنوری ۱۹۳۱ء سے ۳۰ جون تک بنگال میں ۴۴۹ ڈاکے پڑے ہیں۔ جن کی ذمہ داری اقتصادی کساد بازاری اور بدامنی کے جذبہ پر عائد ہوتی ہے:

—— گورداسپور کی پولیس نے ڈاکوؤں کے ایک جتھہ کا سراغ لگایا ہے۔ جس نے تحصیل پٹھانکوٹ میں قیامت بپا کر رکھی تھی۔ یہ لوگ زیادہ تر بنیوں پر حملہ کرتے تھے۔ اور ان کے زیورات نقدی وغیرہ لوٹ کر لے جاتے تھے۔ اور کاغذات جلا دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں ۱۲ آدمی گرفتار ہو چکے ہیں۔ دھاریوال کے کارخانہ کے ایک قلی سے سراغ چلا۔ جو ان وارداتوں میں شریک تھا:

—— ۲۸ جولائی کی شب گاندھی جی کے فرزند مسٹر دیوی داس گاندھی پشاور پہنچے۔ شہر کے کانگرسی ارکان میں سے ایک بھی سٹیشن پر موجود نہ تھا۔ نہ ہی پبلک تھی۔ صرف دو ہندو اور دو سکھ دوکاندار موجود تھے۔ کوئی جلوس وغیرہ نہیں نکالا گیا۔ کانگرس کے دفتر میں بھی صرف نو دس رضا کار نظر آئے۔ کیا اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ سرحدی مسلمانوں میں گاندھی جی کی وقعت زائل ہو چکی ہے:

—— مقدمہ سازش لاہور کے مفرور ملزم رام کشن صدر پنجاب پراونشل نوجوان بھارت سبھا کو ۲۸ جولائی کی شب کے گیارہ بجے علاقہ چارسدہ میں گرفتار کر لیا گیا:

—— ٹریولنگ ٹکٹ ایگزیمنروں کی تنخواہ میں خوفناک تخفیف کر دی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں نواب سر ذوالفقار علی خاں کے زیر قیادت بعض ہندو سکھ اور مسلمان اکابر کا وفد ریلوے ممبر سے ملاقی ہوا:

—— یورپین حلقہ کی طرف سے مسٹر جان ٹیٹ اسمبلی کے رکن منتخب ہوئے ہیں:

—— یورپین ایسوسی ایشن کلکتہ نے وزیر اعظم اور بعض دیگر ممبران پارلیمنٹ کو تار ارسال کئے ہیں۔ کہ جو کانگرسی انارکسٹوں کی تائید و حمایت کر رہے ہیں۔ ان کے خلاف کاروائی کی جائے:

—— گورنر بمبئی پر حملہ اور سیشن جج کے قتل پر تبصرہ کرتے ہوئے گاندھی جی نے ینگ انڈیا میں لکھا ہے بھگت سنگھ کی پوجا نے ملک کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اس کی تعریف نے نوجوانوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ جہاں کہیں یہ مجنونانہ پوجا ہو رہی ہے۔ غنڈا پن اور بداخلاقی کا اظہار کیا جا رہا ہے کیا گاندھی جی کو وہ وقت بھول گیا ہے۔ جب سب سے بڑھ کر وہ بھگت سنگھ کی مدح سرائی کرتے تھے۔ اور کانگرس کے کراچی کے اجلاس میں انہوں نے تعریفی ریزولیوشن پاس کرایا تھا:

—— تخفیف کے سلسلہ میں گورنمنٹ کے سامنے ایک تجویز یہ بھی ہے کہ چیف کمشنر دہلی کا عہدہ اڑا دیا جائے۔ اور اس صوبہ کو گورنمنٹ آف انڈیا کے ماتحت کر دیا جائے:

—— ۳ جولائی کو ویلور علاقہ مدراس میں کانگرسی لیڈروں کا جلوس نکالا گیا۔ مسلمانوں نے بھی یوم النبی کے سلسلے میں جلوس نکالا تھا۔ دونوں میں تصادم ہو گیا۔ اور ایک دوسرے پر حملے شروع ہوئے۔ مگر پولیس نے جلد امن قائم کر دیا:

—— مولوی ظفر علی آج کل مدراس میں کنج عافیت میں پڑے ہیں۔ دس کروڑ کے سرمایہ سے کپڑے کی جو کمپنی جاری ہونے والی ہے۔ یہ آپ کو پسند نہیں۔ کہ اس سے تحریک آزادی میں رکاوٹ پیدا ہو گی۔ ہاں اگر ہندو ہی اس تجارت پر قابض رہیں۔ تو کوئی ڈر نہیں۔ آپ کے فرزند ارجمند ان دنوں مہاراجہ کشمیر کے مہمان ہیں۔ اور مسلمانوں سے غداری کر کے ٹکے بٹور رہے ہیں۔ ان کی بعض بداخلاقیوں کی بھی وہاں شہرت ہو رہی ہے:

—— مولانا ابوالکلام آزاد اور ڈاکٹر انصاری کو مہاراجہ صاحب کشمیر نے بذریعہ تار بلایا ہے۔ اور اپنے مہمان بنا کر خوب خاطر تواضع کی جا رہی ہے۔ سوائے اس کے کہ یہ لوگ مسلمانوں کی نظروں سے گر جائیں گے۔ اور کیا ہو گا:

—— مغل پورہ کالج کے متعلق تحقیقاتی کمیٹی صرف چار روز تک کام کرنے کے بعد شملہ چلی گئی ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا آئندہ کیا روش اختیار کرے گی۔ شہادتوں میں پرنسپل اور عملہ پر سنگین الزامات لگائے گئے ہیں۔ مغل پورہ کالج کمیٹی نے مسلم ممبران پنجاب کونسل کو تحریک کی ہے۔ کہ وہ اس قضیہ کو کونسل میں پیش کریں۔ اور اس بناء پر آئندہ اجلاس میں تحریک التوا پیش کریں:

—— فسادات ڈھاکہ میں لوٹ مار اور فساد کے الزام میں سترہ مسلمانوں پر مقدمہ چل رہا تھا۔ مگر سب ڈویژنل افسر نے سب ملزموں کو بری کر دیا:

—— نواب صاحب بہاولپور ۹ مئی کو سیاحت یورپ کے لئے گئے تھے۔ یورپ کا مختصر دورہ کرنے کے بعد آپ مصر گئے۔ اور وہاں سے حجاز ہوتے ہوئے ۲۰ جولائی کو بہاولپور پہنچ گئے:

—— ۳۱ جولائی کو دن کے وقت امرتسر میں ایک نوجوان سکھ عورت اپنے بچوں کے ساتھ شہر کے پررونق حصہ میں جا رہی تھی۔ کہ ایک دوسرے سکھ نے کرپان کے ساتھ اسے بری طرح مجروح کر کے ہلاک کر دیا۔ حملہ آور موقع پر گرفتار کر لیا گیا:

—— تخفیف کا اثر فوجی محکمہ پر بھی پڑ رہا ہے چنانچہ معلوم ہوا ہے۔ آرمی ہیڈ کوارٹرز سے ۱۵/۲ پنجاب رجمنٹ کو توڑ دینے کے احکام صادر ہو چکے ہیں:

—— کانگرس کی مجلس عاملہ نے فرقہ وار تصفیہ کے لئے جو فارمولا تجویز کیا ہے۔ اور جسے مسلمان نہایت ناپسند کرتے ہیں۔ امرتسر کی کانگرس کمیٹی نے بھی اس کی مذمت کی ہے۔

—— ہندوؤں کے ہاں جگنی ناتھ جی کا رتھ نکالنا ایک مذہبی رسم ہے۔ ۲۰ جولائی کو کومیلا میں جب یہ جلوس نکالا گیا۔ تو ایک ہندو باورچی نے اس کے پہیے کے نیچے آ کر جان دیدی۔ کیونکہ ضعیف الاعتقاد ہندوؤں کا خیال ہے کہ اس طرح مرنے والا سیدھا سورگ میں جاتا ہے۔ کیا عجیب مذہب ہے:

—— ۳۱ جولائی کو مسٹر جناح بمبئی پہنچ گئے۔ ایک انٹرویو میں آپ نے کہا۔ کہ میں اسمبلی کی ممبری سے استعفیٰ دے رہا ہوں۔ اور پارلیمنٹ کی ممبری کا امیدوار ہوں:

—— ۲۹ اور ۳۰ جولائی کو چیف کمشنر سرحد نے نتھیا گلی میں سرحدی گاندھی عبدالغفار سے ملاقات کی۔

—— میرٹھ کے قریب ایک گاؤں میں ایک گائے دیوانی ہو گئی۔ جس نے پانچ آدمیوں پر حملہ کیا۔ ان میں سے دو فی الفور ہلاک ہو گئے:

—— گوالیار میونسپلٹی کے صدر کو ایک ڈاکو نے دن دہاڑے پستول سے ہلاک کر دیا۔ اور خود فرار ہو گیا۔

—— بنگال کے بعض اضلاع میں بارش کی وجہ سے ہولناک طغیانیاں آتی ہیں۔ جمنا کی طغیانی کی وجہ سے سراج گنج کے کثیر التعداد مکانات اور بازار پانی میں غرق ہیں۔ عدالتیں جیل خانہ اور سرکاری عمارتیں پانی سے گھری ہوئی ہیں۔ سکول ایک ہفتہ کے لئے بند کر دئے گئے ہیں:

—— ساردا ایکٹ کی خلاف ورزی کے جرم میں کلکتہ کے دو ہندوؤں کو پانچ پانچ دن کی قید اور پچیس پچیس روپیہ جرمانہ یا ایک ایک ہفتہ قید مزید کی سزا ہوئی۔ مجسٹریٹ نے حکم دیا۔ کہ انہیں اے کلاس میں رکھا جائے۔ اور قیدیوں کی گاڑی میں نہ لے جایا جائے:

—— حکومت چین نے فرانس کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے۔ جس کے رو سے شنگھائی کی مخلوط عدالت چینی اقتدار کے ماتحت آ جائیگی:

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا: